REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۳۹ — شمارہ ۳۳

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ:- ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲ صفر ۱۴۱۱ ہجری — ۲۳ ظہور ۱۳۶۹ ہش — ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء

ہفت روزہ بدر قادیان - ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیرو عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احبابِ کرام حضور انور کی صحت، سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانے پر گر جائیں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادرِ کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ۔ اور نفسانی کینوں اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے۔ اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے۔ اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے، کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانے پر گر جائیں۔ اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۱-۶۲ طبع اول)

"حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب و مولیٰ پیدا کرنے والا اور محسن ہے اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔ سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں اور نہ لذّات ہیں تو وہ اپنے اعمالِ صالحہ اور محبتِ الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بناء اور امید پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ ہی کی شناخت اور اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور کوئی غرض اور مقصد اس کا ہے ہی نہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ / فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوگا۔ !! — ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۳ ظہور ۱۳۶۹ ہش

مسلمان کیا کریں !؟

فی زمانہ

مسلمانوں کا انتشار و تفرق ایک کھلی حقیقت ہے۔ خصوصاً گزشتہ سنتر سالہ عرصے میں مسلمانوں نے جس قدر اپنے تنزل و ادبار کو دور کرنے کی کوشش کی اسی قدر اُن کے مسائل اُلجھتے چلے گئے اور اُلجھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ مختلف مکاتبِ فکر کے علماء ہوں یا میدانِ سیاست کے زعماء، اُن کی نظریں ہمیشہ اپنے محدود مفادات پر ہی مرکوز رہیں۔ اور قومی و ملّی، بین الاقوامی و عالمگیر سطح پر اوّل تو کوئی ایسی مساعی معرضِ وجود میں نہیں آئیں۔ اور اگر ایسی توجہ ہوئی بھی تو وہ صرف اور صرف منصوبہ بندیوں اور تجاویز کے بھنور کی نذر ہوتی گئی۔ عملی طور پر آج تک اس کے کچھ بھی مثبت اثرات ظاہر نہیں ہوئے۔ مسلمانوں کا کلمۂ طیبہ پر متحد ہونے کی بجائے فرقہ بندیوں میں بٹ کر ایک دوسرے پر تکفیر بازی کرنا تو ایک محبوب مشغلہ بن ہی چکا تھا۔ لیکن رفتارِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بدلنے کی بجائے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہونا بھی ایک عام سی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ جس کا منہ بولتا ثبوت ایران و عراق کی آٹھ سالہ طویل جنگ ہے۔ اور ابھی حال ہی میں عراق کے صدر صدام حسین نے اپنے پڑوسی ملک کویت پر جو جارحانہ حملہ کیا ہے، یہ بھی مشرقِ وسطیٰ میں مسلمان ریاستوں کے مابین ایک بڑی دراڑ پیدا کرنے کا موجب بن گیا ہے۔ جس سے سعودی عرب کو بھی شدید خطرہ لاحق ہے اور امریکن افواج کے لئے اُس نے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ اسی سعودی عرب کے مقدس ترین شہروں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے مٹھی بھر بے سر و سامان مسلمان آندھی اور طوفان کی طرح اُٹھے اور بڑی بڑی مہذب اور جنگی ساز و سامان سے آراستہ حکومتوں سے اُنہوں نے ٹکر لی۔ اور چند برسوں میں انہوں نے ایران اور روم جیسی بڑی سلطنتوں کو بھی اپنے زیرِ نگیں کر لیا تھا۔ اور آج یہ وقت ہے کہ درجنوں اسلامی حکومتیں تیل کی دولت سے مالا مال ہوتے ہوئے بھی مغربی حکومتوں اور خصوصاً دو بڑی طاقتوں کی طرف بے چارگی اور بے بسی سے یاس و اُمید کی نظروں سے دیکھ رہی اور اُن کی دجّالی سیاست کا کھلونا بن رہی ہیں۔ اس کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ دورِ اوّل کے مسلمان ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال تھے۔ اُنہوں نے ارشادِ ربانی

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران : ۱۰۴) یعنی تم سب کے سب اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو۔ پر عمل کرتے ہوئے حضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ مجید کو مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔ اور اُن کا شیرازہ مجتمع تھا۔ لیکن دورِ حاضر کے مسلمان اُس حبلُ اللہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں جس سے اُن کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کی اسی بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے ہفت وار "عروجِ ہند" بنگلور نے لکھا ہے کہ:-

"برسوں سے ہم یہی سنتے آ رہے ہیں کہ مسلمان متحد نہیں ہیں۔ ان کے اندر اجتماعیت کی روح ختم ہوتی جا رہی ہے۔ حالاں کہ اسلام کی بنیاد ہی اجتماعیت پر قائم ہے۔ آج ہم مختلف خانوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اور اس کا بھر پور استعمال اظہار کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اُن کے سیاسی لیڈر بھی گروہ بندیوں کا شکار ہیں۔ اگر مسلم قائدین اسلامی اقدار اور جذبۂ اخلاص سے آراستہ ہو جائیں تو مسلمانوں کے بہت سارے اجتماعی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ کسی کو بھی مسلمانوں کے مفادات سے سچی ہمدردی نہیں ہے۔ سب کے سب صرف مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں۔ جھوٹ تو اُن کا شیوہ ہے۔ اور وہ جوڑ توڑ کے بغیر سیاست کر ہی نہیں سکتے۔ مسلمانوں کی اسی نا اتفاقی سے غیر مسلموں نے بھر پور فائدہ اُٹھایا ہے۔ اور مسلمانوں کو ہر محاذ پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔"

(ہفت وار "عروجِ ہند" بنگلور ۲۲ جولائی ۹۰ء)

ان حقائق کی روشنی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کیا کریں !؟ وہ اپنے اندر اسلامی اقدار اور جذبۂ اخلاص کیسے پیدا کر سکتے ہیں کہ جس سے اُن کے اجتماعی و انفرادی اور بین الاقوامی مسائل حل ہو سکتے ہیں ؟ اگر یہ کہا جائے کہ علمائے دین یہ کام سر انجام دے سکتے ہیں تو گزشتہ ایک ہزار سال کی اسلامی تاریخ دیکھ جائیے، اس میں بڑی واضح حقیقت آپ کے سامنے یہی آئے گی کہ مسلمانوں کی فرقہ بندیوں اور ان کے انتشار میں علمائے سوء کا بڑا دخل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس گزشتہ دور میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء۔ صوفیاء اور ربّانی علماء بھی ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں تجدید و اصلاحِ دین کے بڑے بڑے کارنامے سر انجام دیئے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ان بدقسمت مسلمانوں کے علماء زمین کی بدترین مخلوق میں شمار ہوتے ہیں جو فتنوں کا مخرج اور مرجع بن چکے ہیں۔ لہٰذا ان علمائے سوء سے ایسی اُمید لگانا فضول ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مسلمان حکومتوں کے سربراہان اور سیاست دان یہ کام کر سکتے ہیں تو یہ بھی ایک خیالِ خام ہے۔ کیونکہ ہر ملک کا اپنا جداگانہ نظریہ اور طریقِ عمل ہے۔ اور ان ملکوں نے تو مغربی اقوام کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ پھر جو خود آپس ہی برسرِ پیکار ہیں وہ کیا مسلمانوں میں اتحاد پیدا کریں گے !؟

اب ایک ہی طریق رہ جاتا ہے اور وہ ہے حَبْلُ اللّٰہ یعنی اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لینے کا طریق۔ جس کے نتیجے میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے اندر اسلامی اقدار بھی پیدا کیں اور جذبۂ اخلاص سے بھی معمور ہوئے۔ لیکن افسوس کہ اس طرف مسلمانوں کی توجہ نہیں ہوتی۔ حضرت رسولِ اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی اختلافات کے وقت مسیح موعود و مہدی معہود کی آمد کی خبر دی ہوئی ہے جو حَکَم اور عدل ہوگا۔ یعنی اندرونی اور بیرونی اختلافات کو وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت و ارشاد کے مطابق حل کر کے مسلمانوں کو پھر سے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے گا۔ اس لئے عہدِ حاضر میں مسلمانوں کی اس بدحالی و انتشار۔ تنزل و ادبار کے پیشِ نظر مسلمان بھائیوں کو خاص طور پر یہ امر سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے کہ کہیں یہ سب وبال اس لئے تو نہیں کہ انہوں نے خدا کی طرف سے آنے والے مسیح و مہدی کا انکار کر دیا ہے —!؟ علمائے سوء کے بہکاوے میں آکر کہیں انہوں نے حَبْلُ اللّٰہ (اللہ کی رسّی) سے روگردانی تو نہیں کی ہے —!؟ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ یہ ذلت و نکبت اُن سے دور نہ ہوتی۔ جس اُمّت کو خدا نے خیرِ اُمّۃ قرار دیا ہے، وہ اپنوں اور غیروں سے اس طرح رسوا ہو، یہ ہو نہیں سکتا۔ اس سے لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان سب رسوائیوں کی ذمہ دار مسلمانوں کی بدعملی، علمائے سوء کی فتنہ پروری اور مامور من اللہ سے روگردانی ہے۔ اگر مسلمان اتحاد چاہتے ہیں، اسلامی اقدار سے آراستہ ہونا چاہتے ہیں، امن و عافیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف اور صرف ایک ہی طریق ہے کہ اس زمانے کے امام یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کو قبول کر لیں۔ اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جائیں جن کے لئے وہ چودہ سو سال سے چشم براہ ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے !
ہیں درندے ہر طرف، مَیں عافیت کا ہوں حصار

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ **مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا**۔ تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے ...... پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے۔ تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی اُن پر ظاہر کر دے گا "**دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا**"" (فتح اسلام صفحہ ۷ - ۹)

پس اپنے مسلمان بھائیوں سے ہماری یہی درد بھری گزارش ہے کہ آیئے ! امام الزمان کی آواز پر لبیک کہیئے۔ اُس کے دامن سے وابستہ ہو جایئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ نہ صرف روحانی اعتبار سے ہی آپ کی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا بلکہ آپ بنیانِ مرصوص کی صورت میں دنیا کی ایک عظیم طاقت بن کر ابھریں گے ؏

محمد کریم الدین شاہد

خطبہ جمعۃ المبارک

اخلاقِ حسنہ کے ہتھیاروں کے بغیر دنیا دینِ اسلام کے لئے فتح نہیں کی جا سکتی

آپ کو اخلاقِ حسنہ سے بڑھ کر ایک اور قدم اٹھانا ہوگا اور وہ "رحمۃ للعالمین" کا غلام بننا ہوگا

کوئی کام بھی دعا کے بغیر بابرکت نہیں ہوتا۔ بااخلاق انسان کے لئے باخدا انسان بننا ایک آسان اور اگلا قدم ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲ راحسان ۱۳۶۹ ہش مطابق ۲۲ رجون ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (قائم مقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

گذشتہ خطبے میں میں نے روس کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق جماعت احمدیہ کو اپنی نئی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور یہ تحریک کی تھی کہ روس میں جانے کے لئے واقفینِ عارضی اپنے آپ کو پیش کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد سے ایسے خطوط آنے شروع ہوئے ہیں کہ دوستوں میں اس بارے میں ہیجان پایا جاتا ہے۔ خواہش ہے۔ بعض لوگ مجبوریاں پیش کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی اس عہد کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ جب بھی خدا توفیق دے گا وہ انشاء اللہ ضرور جائیں گے۔ بعض نے جانے والوں کے لئے روپیہ پیش کیا ہے، تاکہ وہ اُن کے خرچ پر جائیں اور اس طرح وہ ثواب میں شامل ہو جائیں۔ لیکن وہ خود نہیں جا سکتے۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے اور انشاء اللہ اب اُن کو پروگرام کے مطابق بھجوایا جائے گا۔

روس کے علاوہ بھی یورپین ممالک کے ساتھ اسلام کے رابطے کے امکانات دن بدن زیادہ روشن ہو رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ بھی انتظامی لحاظ سے ان تمام امور پر نظر رکھتے ہوئے مزید تعلقات بڑھا رہی ہے۔ حکومتوں سے بھی، ان کے بڑے بڑے دانشوروں سے بھی اور اس کے علاوہ مذہبی راہنماؤں سے اور ہر رابطے کے نتیجے میں یہ بات زیادہ واضح ہوتی چلی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیہ کی طلب پیدا ہو چکی ہے۔ اور جب میں 'جماعت احمدیہ کی طلب' کہتا ہوں تو ظاہر بات ہے کہ اسلام کی طلب مراد ہے مگر وہ اسلام جسے ہم اسلام سمجھتے ہیں، جسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسلام سمجھا تھا۔ اور جسے آپؐ نے اپنے

حسین اور بے داغ کردار

کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس اسلام کی اتنی طلب ہے کہ بعض خطوط سے جب اطلاعیں ملتی ہیں کہ فلاں شخص جو پہلے اسلام کا اتنا دشمن تھا جب ہم نے اس سے رابطہ کیا اور اسلام سمجھایا تو اس کا یہ ردِ عمل ہوا تو انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ کس طرح تیزی کے ساتھ انسان کی کایا پلٹتی ہے اور یہ کایا پلٹنے کی طاقت سچے اسلام میں ہے۔

حال ہی میں ہندوستان سے ایک رپورٹ ملی کہ وہاں کی وہ پارٹی جو مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش ہے اور دن بدن زیادہ طاقت حاصل کرتی چلی جا رہی ہے، اُن کے ایک سیکرٹری کو موقعہ ملا کہ ہماری تبلیغی نمائش کو آ کے دیکھے۔ وہ آیا تو کسی اور نیت سے ہوگا کیونکہ بعد میں جو اُس نے باتیں کیں اور بعض دوسرے ہندو جو مختلف تنظیموں میں اہم عہدوں پر فائز ہیں انہوں نے باتیں کیں، اُن سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں اُن کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ اور بڑے غور سے اور گہری نظر سے مطالعہ کر رہے ہیں کہ یہ کس قسم کی جماعت ہے اور ہم نے کس طرح اُن سے نبرد آزما ہونا ہے۔ تو اس خیال سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ آئے تو تنقیدی نظر سے دیکھنے کے لئے ہوں گے۔ اور

بہرحال وہ جس مقام کے آدمی ہیں، دوست کی نظر سے تو وہ نہیں آ سکتے تھے لیکن جوں جوں وہ نمائش دیکھتے رہے، اور تبادلۂ خیال کرتے چلے گئے اور یہ معلوم کرتے رہے کہ اسلام دیگر مذاہب سے اور دیگر بنی نوعِ انسان سے کیسے تعلقات کا خواہاں ہے، کیا تعلیم دیتا ہے تو اُن کی حالت بدلنی شروع ہوئی۔ آخر پر جانے سے پہلے وہ کتاب میں اپنے ہاتھ سے ریمارکس لکھ کر دے گئے ہیں اور انہوں نے یہ لکھا ہے کہ میں اُس اسلام سے نفرت کرتا ہوں جو اسلام دوسرے مسلمان ہمارے سامنے اب تک پیش کرتے رہے ہیں اور اس اسلام سے محبت میں مبتلا ہو گیا ہوں جو اسلام جماعت احمدیہ نے پیش کیا ہے اور جو اسلام بانیٔ اسلام محمد رسول اللہؐ نے پیش کیا تھا۔ حیرت انگیز بات ہے کہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی مجلس میں اور جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی کوششوں پر نظر ڈالنے سے اُن کے اندر یہ حیرت انگیز پاک تبدیلی پیدا ہوئی۔

بہار جو کہ فسادات کا گڑھ بنا رہا ہے۔ بہار سے ابھی کچھ ڈاک موصول ہوئی تو اس میں بھی یہ باتیں تھیں کہ وہاں کے ہندو اب بار بار جماعت سے رابطہ کر کے معلوم کر رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ اور اپنے گزشتہ رویّے پر نظرِ ثانی کر رہے ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی ایک GOOD WILL کے طور پر، خیر سگالی کے طور پر جہاں مسلمان فساد زدگان کی مدد کی گئی وہاں ہندو فساد زدگان کی بھی مدد کی گئی۔ اور میں نے یہ خاص تاکید کی تھی کہ صرف مسلمانوں کی مدد کریں گے تو فرقہ واریت کو مزید ہوا ملے گی۔ اس لئے انسانیت کی مدد کرنی ہے۔ اور انسانیت کی مدد کریں گے تو انسانی جذبات اور انسانی قدروں کو تقویت ملے گی۔ چنانچہ ایک ہندو علاقہ ہے جو فساد سے متاثر تھا، اگرچہ مسلمان زیادہ متاثر ہوئے ہیں، لیکن بہرحال ایسے علاقے بھی ہیں جہاں ہندو متاثر ہوئے ہیں۔ وہاں جب جماعت احمدیہ نے جا کر غریبوں کی خدمت کی اور گرے ہوئے گھروں میں تعمیر کی پیشکش کی تو اس سے ایک سنسنی سی پیدا ہو گئی۔ اور اس تیزی سے یہ خبر اس علاقے میں پھیلی کہ دور دور سے

ہندو راہنما تعجب سے دیکھنے آئے

کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کس قسم کے مسلمان ہیں اور کس قسم کی تعلیم دنیا میں پیش کر رہے ہیں تو اس لئے رابطے تو بہت پھیل رہے ہیں اور بڑھ رہے ہیں اور نئی نئی کھڑکیاں کھلتی چلی جا رہی ہیں جو پہلے دروازوں میں تبدیل ہو رہی ہیں اور پھر شاہراہوں میں بدل رہی ہیں اور تمام دنیا میں خدا کے فضل سے وسعت عطا ہو رہی ہے۔ اب چلنے والے بھی تو چاہئیں۔ کھڑکیاں بھی جب کھڑکیاں کھلتی ہیں تو کچھ لوگ چھلانگیں لگاتے ہیں۔ کچھ دروازوں کا انتظار کرتے ہیں کچھ سڑکوں کا انتظار کرتے ہیں۔ تو اب تو خدا تعالیٰ نے سارے انتظام کر دیئے ہیں۔ سارے کام مکمل ہو گئے۔ اب چلنے والوں کی ضرورت ہے۔ اور جہاں تک میں اپنی روزمرہ کی رپورٹوں سے اندازہ لگاتا ہوں، میرا خیال ہے کہ جماعت کی ابھی بھاری اکثریت ہے جو ان بدلے ہوئے حالات میں اپنے بدلے ہوئے کردار کے ذریعے استفادہ [illegible]

اور بہت سے گم سُم بیٹھے ہیں۔ یعنی بات سُنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی دل نرم ہے اور بہت جلدی نصیحت کو قبول کرتا ہے۔ لیکن ان کی راہنمائی نہیں۔ کیا کریں؟ کس طرح کریں؟ وہ بات سُن کر گم سُم بیٹھ جاتے ہیں اور بعض دفعہ صرف اپنے درد کا اظہار کرتے ہیں کہ جی ہماری خواہش تو تھی۔ ہم کیا کریں، کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اگر آنکھیں کھول کر ذہین اور بیدار مغز کے ساتھ آپ خدمت کی راہیں تلاش کریں تو ہر جگہ میسّر آجاتی ہیں۔ جو خواتین خدا تعالیٰ کے فضل سے آنکھیں کھول کر نیک نیتی سے خدمت کی راہیں تلاش کرتی ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

یہی محاورہ کہ "شکر خورے کو خدا شکر دے ہی دیتا ہے" اگر دل میں طلب پیدا ہو اور طلب سچی ہو تو کوئی نہ کوئی راہ اس طلب کو پُوری کرنے کی نکل ہی آتی ہے۔ تو یہ ہو نہیں سکتا کہ طلب سچی ہو اور کوئی رستہ نہ ملے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ ہر احمدی روس جائے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ محض ہندوؤں سے ہی رابطہ ہو یا سکھوں سے ہی رابطہ ہو۔ خدا کی مخلوق وسیع ہے۔ اور آپ جہاں بھی ہیں خدا کی ایسی مخلوق کے بیچ میں گھرے ہوئے ہیں جن کا احمدیت اور اسلام سے تعلق نہیں ہے۔ تو جہاں چاروں طرف شکار پھیلا پڑا ہو اور شکاری شکار میں گھرا ہُوا ہو وہاں اس کا یہ شکوہ یا یہ تفکرات کہ شکار کہاں سے تلاش کروں سوائے اس کے کہ یہ بات ظاہر کرتا ہو کہ اس کی آنکھیں بند ہیں کوئی اور نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔

سارے ماحول میں شکار ہے۔ ہر طرف ہے۔ وہ آنکھ کھولنی چاہیئے جو ان کُھلتے ہوئے رستوں کو دیکھنا شروع کر دے۔ اگر رستے کُھل رہے ہوں اور آنکھیں بند ہوں تو ان کُھلتے ہوئے رستوں کا کیا فائدہ۔ اس لئے آج ضرورت ہے کہ ساری جماعت پُوری جان اور دل اور حوصلے کے ساتھ اور اس یقین کے ساتھ کہ سارے عالم میں جو تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے دین کو پھیلانے کے لئے پیدا ہو رہی ہیں۔ اور اس کامل یقین کے ساتھ اور ذمہ داری کے احساس کے ساتھ کہ وہ چھوٹی سی قوم جس کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمانی ہے اور جس کے مقدر میں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی نمائندگی میں اس زمانے میں اسلام پھیلانے کی ایک نئی مہم جاری کرے جو عالمگیر ہو اور ایسی طاقتور مہم ہو کہ لہر در لہر دیگر قوموں پر اور دیگر مذاہب پر غلبہ پاتی چلی جائے، وہ آپ لوگ ہیں۔

یہ یقین ہو تو یقیناً انسان کے رجحانات بالکل یکسر بدل جاتے ہیں۔ انسان اپنے وقت کا حساب کرنے لگتا ہے۔ دن رات اس سوچ میں اس فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ یہ کام میں کیسے سرانجام دوں پھر آنکھیں کھولتا ہے تو گرد و پیش دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میرے تو ابھی ہمسایوں سے ہی تعلقات نہیں ہیں۔ روزمرہ میں جن کاموں پر جاتا ہوں جو میرے ساتھی ہیں ابھی میں نے اُن کے سامنے بھی اسلام کے حق میں لب کُشائی نہیں کی۔ یا اس رنگ میں نہیں کی کہ اُن کو اسلام سے دلچسپی پیدا ہو۔

اس ضمن میں میں نے پہلے بھی بارہا یہ نصیحت کی ہے اور اس کو جتنا بھی دُہراؤں کم ہوگا کہ اسلام میں دلچسپی پیدا کرنے سے پہلے اپنی ذات میں غیروں کی دلچسپی پیدا کریں۔ اسلام میں غیروں کو ہرگز دلچسپی پیدا نہیں ہوگی اگر احمدی کی ذات دلچسپ نہ بن جائے۔ اور لوگ اس کی ذات میں دلچسپی لے کر پھر اس مذہب کی جستجو شروع کریں جس نے اُسے دلچسپ بنایا ہے۔ اور ذات میں دلچسپی کے لئے بہت ہی اہم بات یہ ہے کہ

آپ اخلاقِ حسنہ سے مزیّن ہوں

اسی لئے میں اخلاقِ حسنہ پہ بار بار زور دیتا رہا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہُوں کہ اخلاقِ حسنہ کے ہتھیاروں کے بغیر یہ دُنیا دینِ اسلام کے لئے فتح نہیں کی جا سکتی۔ اور اخلاقِ حسنہ کے بغیر آپ اپنے ماحول کو بھی فتح نہیں کر سکتے۔ اپنے گھر اور اپنے بچوں کو فتح نہیں کر سکتے۔

یہ جو خط آتے ہیں کہ ہمارے بچے ہاتھ سے نکل گئے۔ بیٹی بھاگ گئی۔ نعوذ باللہ۔ خدا کرے کہ ایسے واقعات کبھی احمدیت میں نہ ہوں۔ لیکن ہو رہے ہیں۔ ان سب کے پس منظر میں گھریلو بد اخلاقیاں ہیں اور اس کے نتیجے میں اولاد کے ساتھ وہ گہرا رابطہ نہیں رہتا جو رابطہ ایک قوی اثر بن جاتا ہے جس کے اثر سے جس طرح مقناطیس کے اثر سے کوئی لوہا بھاگ نہیں سکتا اسی طرح اولاد بھی بھاگ نہیں سکتی۔ تو اخلاقِ حسنہ کا فقدان ہے جو تربیت میں بھی بڑے تکلیف دہ مناظر پیدا کرتا اور دکھاتا ہے۔ اور تبلیغ میں بھی انسان کو بیکس اور بے بس کر دیتا ہے۔

اخلاقِ حسنہ میں عورتوں کو ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرنا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہُوں کہ جب حساب فہمیاں ہوں گی تو ایک بہت بڑی ذمہ داری بد اخلاقیوں کی عورتوں پر ڈالی جائے گی۔ اکثر بد اخلاقیاں جاہل ماؤں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ جاہل ماؤں کے گھروں میں بد اخلاقیاں پرورش پاتی ہیں۔ جس طرح گندی غذا میں سُونڈیاں اور کیڑے مکوڑے پرورش پاتے ہیں۔ جاہل مائیں اپنی اولاد کے پیار اور محبت میں شرک کی حد تک پہنچ جاتی ہیں اور پھر ان کے ہر عیب پر پردے ڈالتی ہیں اور ہر خوبی سے بے نیاز ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کو عیب خوبی دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں وہ لوگوں کے حق غصب کرنے میں، ان سے بدتمیزی کرنے میں، بد اخلاقی سے پیش آنے میں اُن کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ اور عجیب ظلم کی بات ہے کہ یہی مائیں جو اپنی اولاد کو عملاً شرّ ابنا کے پُوج رہی ہوتی ہیں جب کسی اور گھر کی بیٹیاں ان کے گھر آتی ہیں تو اُن سے پیار اور محبت کرنے کی بجائے اپنی اولاد کی محبت کا اظہار اس طرح کرتی ہیں کہ اس کے اندر کیڑے ڈالنے شروع کر دیتی ہیں۔ اور اس سے اپنے بیٹے کو بدظن کرتی ہیں، اپنے خاوند کو بدظن کرتی ہیں۔ اور اگر بیٹا اس کے حقوق ادا کرے تو وہ کہتی ہیں کہ تُو ہم سے بھاگ گیا ہے۔ تجھے ماں باپ کی کوئی فکر ہی نہیں رہی۔ تو گھر بسانے کی بجائے گھر اجاڑتی ہیں۔ اسی لئے میں نے ایسی ماؤں کا نام "جاہل مائیں" رکھا ہے۔ میں بد اخلاق نہیں کہتا، جاہل ہیں معمولی عقل بھی ہو تو انسان ایسے کام نہ کرے کہ جس چیز سے پیار ہو اُس کی زندگی برباد کر رہا ہو۔ لیکن جاہل مائیں عموماً یہی کیا کرتی ہیں۔ اپنی اولاد کی زندگی بھی برباد۔ دوسروں کی اولاد کی بھی زندگی برباد۔ اور یہ بچے جب گلیوں میں نکلتے ہیں تو معاشرے کے لئے ہلاکت خیز ہو جاتے ہیں۔ مصیبت پھیلائی ہوتی ہے۔ سکول جاتے ہیں تو بدتمیزیاں، گندگی، گالی گلوچ۔ لوگوں کی چیزیں اچکنا، دوسرے بچوں کو مارنا کُوٹنا اور پھر گھر میں آکر پناہ لیتے ہیں۔ اور اگر بچے کے ماں باپ اس گھر تک پہنچیں تو پھر دیکھیں ان ماؤں کو کس طرح شیرنیوں کی طرح باہر نکل کر لڑتی ہیں۔ اور گندی گالیاں دیتی ہیں۔ اور کہتی ہیں تم میرے بچے پر ہاتھ اُٹھانے والے، میرے بچے کو بُرا بھلا کہنے والے ہوتے کون ہو۔۔۔!؟

یہ واقعات اس شدت سے احمدیت میں نہیں پائے جاتے ہوں گے لیکن پاکستان کی گلی گلی گواہ ہے کہ ہم نے اپنی قوم کو جاہل ماؤں کی بھینٹ چڑھا دیا ہے اور یہ نظارے کوئی ایک دو جگہ کے نظارے نہیں ہیں۔ سارے ملک میں ہر جگہ پھیلے پڑے ہیں۔ اور احمدیت میں بھی ایسی مائیں ہیں جو اپنی بدنصیبی سے، اپنی جہالت کی وجہ سے اپنی اولادوں کو خراب کرتی ہیں۔

قوم کے اخلاق کا معیار

ماؤں کے اخلاق کے معیار کے مطابق ہوگا۔ اور یاد رکھیں کہ اگر ماؤں کے اخلاق بلند ہو جائیں تو ایسی قوم کے اخلاق اِلّا ماشاء اللہ شاذ کے طور پر خراب ہو سکتے ہیں۔ مگر قوم کے طور پر ان کے اخلاق خراب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ کو بھی میں خصوصیت سے توجہ دلاتا ہُوں۔ لیکن احمدی خواتین کو بالعموم اور احمدی باپوں کو بھی توجہ دلاتا ہُوں کہ وہ اپنے گھر میں قوّام بنیں۔ اپنے گھر کے حالات پر نظر رکھیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو قوّام فرمایا ہے جس کا مطلب یہ نہیں کہ ڈنڈا اُٹھا کر مارنے کوٹنے والا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدھا کرنے والا۔ اور جو مرد اپنی بیوی کو صحیح رستے پر چلا نہ سکتا ہو، اس کے اخلاق کا نگران نہ ہو، اس کے معاملات کو درست نہ کر سکتا ہو، اس کی اولاد ہمیشہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ پس اپنے تعلقات کو درست کریں اور اپنے گھر کے ماحول کو صاف اور شائستہ بنائیں۔ آپ اگر یہ نہیں کریں گے تو آپ اسلام کا پیغام دے ہی نہیں سکتے۔ آپ جتنے مرضی دلائل لے کر نکلیں، اگر بد اخلاق ہیں تو آپ کی ذات میں کسی کو کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوگی۔ اگر آپ کا گھر جنت نشان نہیں ہے تو یورپ میں آپ ہمیشہ غیر معمولی بن کر رہیں گے۔ کیونکہ آج ان کو سب سے زیادہ ضرورت اچھے گھر کی ہے۔ ان کے ہاں جو بے چینی اور اضطراب پائے جاتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے گھر کا امن اور سکون اُٹھ گیا ہے۔ اُن کو جب تک اچھے گھروں کے نمونے نہ پیش کئے جائیں اُس وقت تک یہ نہیں سمجھیں گے کہ ہمیں کچھ ملا ہے۔ چنانچہ اسلام کی تبلیغ جب بھی شروع ہو جاتی ہے آخری تان اسی بات پر ٹوٹتی ہے کہ ہمارے لئے آپ کیا لائے ہیں۔ ہم کیوں بدلیں۔ ہمیں کیا فائدہ؟ تو اچھے گھر، اچھے اخلاق یہ وہ ایسی چیزیں ہیں جن کے نتیجے میں ہم دُنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ انسان سے بھی بلند تر ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کو بتا سکتے ہیں کہ مادّی ترقی کے باوجود تم محروم ہو۔ تمہارے دِل بے چین ہیں۔ تمہاری دُکھتی ہوئی رگیں گواہ ہیں کہ تم بالآخر مطمئن نہیں ہو۔ تو آؤ ہمارے سے اطمینان حاصل کرو۔ وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر، وہ اس سارے مضمون کی جان ہے کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے ؎ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے!

یہی ایک تسلّی کا طور ہے جو ہم نے دُنیا کو بتانا ہے۔ لیکن اخلاقِ حسنہ کے بغیر آپ یہ طور دُنیا کو سکھا نہیں سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ فرمایا کہ ؏

لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

تو ایک ایسے دِل کی آواز تھی جو تسلّی سے بھرا ہُوا تھا۔ کامل طور پر اپنے ربّ سے مطمئن تھا اور اس آواز کے نتیجے میں جو شخص بھی لبیک کہتا وہ تسلّی کی جانب قدم بڑھاتا۔ لیکن جو خود بے چین دل ہو وہ کیسے یہ اعلان کر سکتا ہے کہ ؏

لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

اس لئے طمانیتِ قلب کا بھی اخلاقِ حسنہ سے گہرا تعلق ہے۔ انسان جب اخلاقِ حسنہ سے مزیّن ہو جاتا ہے تو اسے ایک قسم کی EQUILIBRIUM یا توازن نصیب ہو جاتا ہے۔ اور اسی کا نام سکون ہے۔ اسی کا نام طمانیت ہے۔ تو طمانیت حاصل کئے بغیر آپ غیروں کو طمانیت عطا کر نہیں سکتے۔ اور غیروں کو طمانیت کی طرف بُلا نہیں سکتے۔ اور اگر طمانیت آپ کو نصیب نہ ہو

جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اخلاقِ حسنہ سے ہی طمانیت نصیب ہُوا کرتی ہے تو پھر آپ حقیقت میں جب بھی بات کرتے ہیں وہ بات بے وزن لگتی ہے۔ اکثر بنی نوعِ انسان کو خدا تعالیٰ نے انسان کو کچھ نہ کچھ سمجھنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ ایک ایسا شخص جس کے چہرے پر شرافت ہو۔ نجابت ہو۔ اطمینان ہو۔ وہ چہرہ بالکل مختلف ہُوا کرتا ہے اُن دنیادار چہروں سے جو خواہ کیسے ہی دُنیادار کیوں نہ ہوں، کیسے ہی ان کو گھروں کی آسائشیں نصیب نہ ہوں لیکن اُن کے دِل اطمینان سے خالی ہوں تو چہروں پر ایک قسم کی بے قراری نظر آجاتی ہے۔ آنکھوں میں ایک قسم کی بے چینی اور خلا کا احساس پیدا ہو جاتا ہے جو دیکھنے والی آنکھیں دیکھتی اور پہچانتی ہیں۔ تو جیسا کہ ظاہری بیماریاں آنکھوں میں اور چہروں کے آثار میں دِکھائی دیتی ہیں اِسی طرح باطنی بیماریاں بھی دِکھائی دیا کرتی ہیں۔ تو آپ اپنے چہروں کو اپنے قلب کے اطمینان کے نُور سے منور کریں۔ اور اس کا طریقہ بالکل سیدھا سادہ وہی طریق ہے جو مَیں بیان کر رہا ہوں۔ اِس کے لئے کوئی خاص فارمولوں کی ضرورت نہیں۔ اپنے اخلاق کی نگرانی کریں۔

حُسنِ خُلق کا مطلب یہ نہیں کہ نرمی سے بات کر کے یا ملمّع کاری سے بات کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں۔ حُسنِ خلق کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے کبھی کسی کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ ہر دُوسرے شخص کا معاملہ آپ کے ہاتھ میں اِس طرح قابلِ اعتماد ہو کہ جیسے اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے بلکہ بسا اوقات وہ لوگ جو سچے اخلاق سے مُزیّن ہوتے ہیں اُن کے ہاتھوں میں بعض لوگوں کے معاملات زیادہ محفوظ ہوتے ہیں۔ جبکہ اُن کے اپنے ہاتھوں میں نہیں ہوتے۔

مجھے پُرانا تجربہ ہے

جب وقفِ جدید میں مَیں اپنے طور پر مریضوں کی خدمت کیا کرتا تھا تو کئی دفعہ بعض غیر احمدی عورتیں اپنی امانت رکھوا جایا کرتی تھیں۔ بعض احمدی عورتیں بڑی دُور سے آتی تھیں اور امانت رکھوا جایا کرتی تھیں۔ اُن سے مَیں کہتا تھا کہ تمہیں کوئی اَور جگہ نہیں۔ تم اپنے پاس کیوں نہیں رکھتیں۔ (تو کہتیں کہ) جی! ہمیں پتہ کوئی نہیں۔ ہم نے اپنے پاس رکھی تو ضائع ہو جائے گی۔ یہاں یہ یقین ہے کہ ضائع نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ ایک ایسی ہی خاتون تشریف لائیں۔ خاتون تھیں یا جوڑا تھا مگر بہرحال غیر احمدی ہمارے ربوہ کے ہمسائے کے رہنے والے لوگ تھے۔ انہوں نے اپنی ایک قیمتی امانت میرے سپرد کی کہ آپ اس کو اپنے پاس رکھ لیں۔ جب ضرورت پڑے گی ہم لے لیں گے۔ مَیں نے کہا: دیکھیں! آپ کے مولوی صاحب وہاں ہیں۔ اور بڑے بزرگ آدمی لگتے ہیں۔ وہ آپ کو خطبوں میں بہت تعلیم دیتے ہیں۔ ہر خُطبے میں وہ جماعت کے خلاف بھی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ تو آپ اُن کے پاس کیوں نہیں امانت رکھتے۔ انہوں نے کہا: نہ، نہ، نہ۔ اُن کے پاس نہیں رکھوانی۔ وہاں رکھوائی تو ضائع ہو جائے گی۔ مَیں نے کہا: جن کے پاس آپ کے پیسے محفوظ نہیں آپ کا دین کیسے محفوظ ہے۔ تو امانت کا مطلب یعنی اطمینان کا مطلب حقیقت میں ایسے گہرے اخلاق ہیں جو اسلام سکھاتا ہے۔ دُنیاداری کی چاپلوسیاں وہ اخلاق نہیں ہیں۔ پس جب مَیں آپ کو اخلاقِ حسنہ کی طرف بُلاتا ہُوں تو مُراد یہ ہے کہ اپنے اخلاق میں وزن پیدا کریں۔ توازن پیدا کریں۔ وہ گہرائی پیدا کریں جو قرآن کے اخلاق کے حصول کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد آپ کی کایا پلٹ جائے گی۔ آپ کی باتوں میں وزن پیدا ہو جائے گا۔ لوگ آپ کو دیکھیں گے اور آپ میں دلچسپی لیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ساری دُنیا میں حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا دین اور حضرت محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے اخلاق پھیلانے کی اہلیت پاتے ہیں اور اہلیت پائیں گے۔

دینِ محمدؐ کو اخلاقِ محمدؐ سے جُدا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ وہم ہے کہ اسلام الگ راہوں پر چل رہا ہو اور خُلقِ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم الگ راہوں پر چل رہے ہوں۔ اِسی لئے پاکستان سے جب کچھ غیر احمدی دوست ملنے کے لیئے آتے ہیں تو مَیں ان سے کہتا ہُوں کہ تم آنکھیں کھول کے یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ علماء جنہوں نے اسلام کے جہاد کا بیڑا اُٹھایا ہُوا ہے جنہوں نے آپ کے خیال کے مطابق اسلام کی سربلندی کے جھنڈے اُٹھائے ہوتے ہیں، اُن علماء کی گلیوں کا کیا حال ہے۔ کیا اُن گلیوں میں جہاں وہ اسلام کی تقریریں کرتے پھرتے ہیں اور اِسلام کے نام پر نفرتیں پھیلاتے پھرتے ہیں، اخلاقِ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم بھی ملتے ہیں یا نہیں۔ اور خود اُن کے علماء کے کردار میں آپ کو حضرت محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے اخلاق کا حُسن دِکھائی دیتا ہے کہ نہیں۔ بلا اِستثناء آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہُوا کہ کسی نے کہا ہو کہ ہاں ملتا ہے۔ سر جُھکا لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ جی! یہ بات تو درست ہے۔ نہ ان مُلّانوں میں محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے اخلاق ہیں، نہ ان کے چیلوں اور ان کے ماننے والوں میں جن کو یہ نصیحتیں کرتے ہیں۔ تو یاد رکھیں! دینِ محمدؐ جس کے نام پر آپ بڑے بڑے نعرے بلند کرتے ہیں درحقیقت اخلاقِ محمدؐ ہی ہیں اور اِن دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اِس لئے جب آپ اسلام کی محبت کے دعویدار بنتے ہیں اور اسلام کو پھیلانے کے دعوے کرتے ہیں تو یاد رکھیں کہ اخلاقِ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو اختیار کئے بغیر نہ اسلام آپ کا ہوگا، نہ اسلام آپ کسی اَور کا بنا سکیں گے۔ پس اخلاقِ فاضلہ اور اخلاقِ فاضلہ سے پھر مَیں یہی کہتا ہوں، مُراد اخلاقِ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم ہی ہے۔ اُن کے بغیر آپ صحیح داعی اِلی اللہ نہیں بن سکتے۔

اِس سلسلے میں دُوسری بات مَیں تلاش کے متعلق کہنا چاہتا ہُوں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا، بہت سے دوست بیچارے یہ سمجھتے ہیں کہ تمنّا تو ہے، بڑی غیر معمولی دِل میں ایک خواہش پائی جاتی ہے کہ ہم بھی خدمت کر سکتے۔ لیکن خدمت کی کوئی جگہ نہیں ملتی۔ اُن سے مَیں کہتا ہُوں کہ آنکھیں کھول کے متلاشی بنیں اور مبلغ کے لئے شکاری کی سی تلاش کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ شکاری تو جہاں شکار دُور دُور تک بھی نہیں ملتا وہ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرتا رہتا ہے اور بعض دفعہ وہ جھاڑیوں کو شکار سمجھ کے اُن پر بھی فائر کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ پتّوں کے گچھوں کو وہ فاختہ سمجھ کے اس پر فائر کر دیتا ہے۔ لیکن دیوانہ ہو جاتا ہے۔ ہر وقت تلاش میں سرگرداں کہ کہیں سے کوئی چیز مل جائے۔ اور جب کوئی اَور شکار نہ ملے تو پھر کئی دفعہ لوگ کوئی کوّا ہی مار لیتے ہیں۔ یا کھانے کی چیز ہو تو "شارک" ہی مار لیتے ہیں۔ حالانکہ عام حالات میں وہ پسند نہیں کرتے۔ تو شکاری کی رُوح پیدا کریں۔ اور جب آپ شکاری کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ حیران ہوں گے کہ شکار میں تو آپ گھِرے بیٹھے ہیں۔ اور شکار ڈھونڈ رہے ہیں۔ کون سی جگہ ہے آپ کو جہاں محمد رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے لئے شکار نہ دِکھائی دیتا ہو۔ تمام بنی نوعِ انسان وہ شکار ہیں جو آپ کے چاروں طرف پھیلے پڑے ہیں۔ اُن سے رابطہ کرنے کا سلیقہ پیدا کریں اور اخلاقِ حسنہ سے مُزیّن ہوں گے تو لازماً آپ میں

وہ کشش پیدا ہو گی

جس کے نتیجے میں وہ آپ میں دِلچسپی لینے لگیں گے۔ ایک طرف سے نہیں دونوں طرف سے طلب پیدا ہو جائے گی۔ دُوسرے، شکاری کے سلسلے میں ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم وہ شکاری تو نہیں ہیں جو گولی مار کے جان لیتے ہیں۔ ہم تو وہ شکاری ہیں جو آبِ حیات پلا کر جان دیتے ہیں۔ اور جان بخشتے ہیں۔ اِس لئے محاورہ شکار کا ہی چلتا ہے لیکن شکار کی نوعیت میں بہت فرق ہے۔ لیکن شکاری خواہ جان بخشنے کے لئے، جان عطا کرنے کے لئے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہو، یا جان لینے کے لئے، اس کا اور شکار کا آپس کا رابطہ ایک ہی قسم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ شکار کی آنکھ اُس کو ہمیشہ خوف اور بے اِعتمادی سے دیکھ رہی ہوتی ہے۔ بچّوں کو دوائی پلانے والی مائیں جانتی ہیں کہ کس طرح بچّے بِدکتے اور چُھپتے پھرتے ہیں۔ اور جن بچّوں کو نہانے کا ڈر ہوتا ہے جس دن نہانا ہو اُس دِن وہ بیچارے جگہ جگہ چھپتے پھرتے ہیں کہ کسی طرح پکڑے نہ جائیں۔ اور مائیں بھی تاک میں اچانک پھر اُن کو دھوکے سے پکڑ لیتی ہیں۔ تو یہ شکار ہوتا تو اُن کے فائدے کے لئے ہے، یعنی شکار کے فائدے کے لئے ایک شکاری اُن کی تلاش کر رہا ہے۔ اُن کی گھات میں بیٹھا ہُوا ہے لیکن شکار بہرحال شکار ہی ہے۔ وہ تو بھاگے گا اِس لئے اِسلام کے لئے جب آپ لوگوں کو حیات نَو بخشنے کے لئے نکلتے ہیں تو لازماً جب مذہب کا ذکر آئے گا وہ ضرور بِدکے گا۔ اور وہ اُسے کڑوی دوائی سمجھے یا تیر و تفنگ سمجھے لیکن ایک دفعہ بِدکتا ہے۔ اس کا علاج وہی ہے جو قرآنِ کریم نے ہمیں سکھایا۔ یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو رحمۃ للعالمین مقرر فرما دیا۔ سب دُوسروں سے زیادہ بڑھ کر پیار کرنے والا۔ تمام بنی نوعِ انسان سے یکساں محبت کرنے والا۔ اور اُس زمانے کی عورتوں نے گواہی دی ہے کہ کوئی رِشتہ ایسا نہیں ہے جو ہم سوچ سکتی ہوں یعنی بچّوں کا رشتہ، بھائیوں کا رشتہ، خاوندوں کا، باپوں کا، جن کی حفاظت اور پیار میں ایک عورت زندگی بسر کر سکتی ہے۔ اور اُن رشتوں سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے پیار اور حفاظت نہ عطا فرمائی ہو۔

پس یہ جو بڑھی ہوئی رحمت کا رشتہ ہے اس کے نتیجے میں شکار بھاگ نہیں سکتا۔ اور آخر لَوٹ لَوٹ کر وہیں پہنچتا ہے جہاں سے وہ بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس آپ کو اخلاقِ حسنہ سے بڑھ کر ایک اَور قدم اُٹھانا ہوگا اور وہ "رحمۃ للعالمین" کا غلام بننا ہوگا۔ عام اخلاقِ حسنہ خواہ اُن کی بُنیادیں کتنی ہی گہری کیوں نہ ہوں اُن میں توازن تو پایا جاتا ہے، عدل تو پایا جاتا ہے، احسان بھی پایا جاتا ہے مگر رحمانیت نہیں پائی جاتی۔ رحمانیت اس کے اُوپر کی چیز ہے۔ پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کے لئے رحمانیت عطا کی تھی۔ اور رحمانیت کے تعلق سے آپؐ نے بڑے بڑے دشمنوں کے دِل فتح کئے جو بعد میں آپؐ کے جاں نثار عاشق بن گئے۔ تو آپ کو آگے بڑھ کر اپنے فیض کو دُوسروں پر نچھاور کرنا ہوگا۔ اور یہی رحمانیت ہے۔ بے طلب کے آپ اُن کو دینے والے بنیں۔ بڑھ بڑھ کر ڈھونڈیں۔ اُن کی ضرورتیں تلاش کریں۔ اور اُن پر احسان کے مواقع تلاش کریں۔ پس اِس پہلو سے جب آپ اپنے

گرد و پیش پر نظر ڈالیں، اپنے ماحول میں دیکھیں، اپنے ہمسایوں پر نگاہ کریں تو آپ کو جگہ جگہ ایسے مواقع مل جائیں گے جہاں آپ بڑھے ہوئے اِحسان کے ذریعے جسے مَیں رحمت کہہ رہا ہوں، لوگوں کے دِل فتح کر سکیں گے۔ تو تبلیغ کے لئے اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ حسنہ سے بلند تر مقام یعنی رحمانیت کا مقام حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ اور تلاش کی آنکھ پیدا کرنی چاہیئے۔ پھر بہت سے مبلّغین کو مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ کام اِس طرح کرتے ہیں جیسے کام ان کے پاس آجائے تو کرلیں گے اور کام کی دُھن سوار نہیں ہوتی۔ اور بہت سے ایسے داعیین اِلی اللہ کو دیکھا ہے جن کے دُوسرے کام ہیں۔ وہ جماعت کے لئے بظاہر زندگیاں وقف نہیں کئے ہوئے لیکن دِن رات اُن کو دعوت کی دُھن سوار رہتی ہے۔ پنجابی میں ایک آدمی جس کو ایک بات کی دُھن سوار ہو، کہتے ہیں اُس کو "گھگی" چڑھ گئی ہے۔ جس طرح بخار چڑھ کے ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اِس طرح بعض دفعہ ایک طلب اور تمنّا کا بخار چڑھ جاتا ہے اور وہ کیفیت اِنسان پر قبضہ کرلیتی ہے۔ دِن رات اِسی لگن میں مبتلا رہتا ہے۔ تو اِس پہلو سے

ایک اچھے مبلّغ کے لئے

دُھن پیدا کرنی ضروری ہے۔ وہ اپنے کام میں مست ہو جائے۔ اور کام میں مستی اصل میں اپنی ذات میں جزاء ہے۔ اور اس کے بغیر کام میں مزا نہیں رہتا۔ اِس لئے وہ لوگ جو کام چور ہوتے ہیں خواہ وہ مبلّغ ہوں یا باہر کے لوگ ہوں، اُن کی کام چوری کی آخری وجہ یہی ہے کہ اُن میں کام کی ایسی محبت پیدا نہیں ہوئی کہ وہ اُن کے لئے دُھن بن جائے۔ اور وہ اپنے کاموں میں مست ہو جائیں۔ مَیں نے مزدوروں کو دیکھا ہے جو سخت گرمی میں گندم کاٹتے ہیں کیونکہ مَیں جب زمیندارہ کیا کرتا تھا یعنی اپنی زمینداری کی براہِ راست نگرانی کرتا تھا تو اکثر جب بھی موقعہ ملے اسی گرمی میں اُن کے ساتھ پھرتا تھا۔ کام میں ہاتھ بھی بٹاتا تھا۔ اور دیکھتا تھا کہ دِن بھر میں ایک مزدور پر کیا گزرتی ہے۔ تو مَیں نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ جو کام چور مزدور تھے، ان کی زندگی تو مصیبت ہوتی تھی۔ ان کا وقت نہیں گزر رہا ہوتا تھا۔ کبھی اِس کروٹ بیٹھتے کبھی اُس کروٹ۔ کبھی ایک ڈھیری کو ہاتھ لگا کے کھسک کر دوسری ڈھیری کے پاس پہنچ جاتے تھے اور وقت کسی طرح نہیں ٹلتا تھا۔ اور جن کو کام کی "گھگی" چڑھ جاتی تھی وہ اِس طرح پھر مست ہو کر کام کرتے تھے کہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ اُن کا وقت کیسے گزر رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے اُن کی درانتی جو ہے وہ یوں معلوم ہوتا کہ جس طرح ایک میوزک یا نغمے کی لَے کے ساتھ ایک ردِم پیدا ہوتا ہے، زیر و بم پیدا ہوتے ہیں اُس طرح مزدور کی جب وہ درانتی چلتی ہے اور وہ کام میں مگن ہو تو ایک قسم کی میوزک پیدا ہو جاتی ہے۔ کام کا بھی ایک نغمہ ہوتا ہے۔ اور اسی نغمے کی لَے پر پھر مزدور کام کرتا چلا جاتا ہے۔ اور دیکھنے والا حیران ہوتا ہے کہ اتنی سخت محنت کے ساتھ یہ کس طرح ایسی لگن سے مصروف ہے۔ لیکن یہ

اللہ تعالیٰ کا نظام

ہے جو محنت کشوں کی جزاء اُن کو ساتھ ساتھ دے رہا ہوتا ہے۔ اور محنت سے بھاگنے والوں کی سزا اُن کو ساتھ ساتھ دے رہی ہوتا ہے۔ جن لوگوں کے دِل اپنے کاموں میں نہ ہوں، ان کا وقت گزرنا ایک مصیبت ہوتا ہے۔ ایک ایک دِن اُن کے لئے پہاڑ بن جاتا ہے۔ جو اپنے آپ کو کاموں کے سپرد کر چکے ہوں اُن کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ وقت کیسے گزرا۔ اُن کے لئے یہ مصیبت ہوتی ہے کہ وقت تیز گزر رہا ہے۔

پس تبلیغ کی دُھن پیدا کریں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کے لئے چوبیس گھنٹے ایک مسلسل روانی کے ساتھ گزرتے چلے جائیں گے۔ دِن دِن سے ملتے چلے جائیں گے۔ ہفتے ہفتوں کے ساتھ ملتے چلے جائیں گے۔ اور وقت آسان ہو جائے گا مشکل نہیں رہے گا۔ جو مبلّغین بھی بیکار بیٹھنے کے عادی بن جاتے ہیں اُن کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ جب رپورٹوں کا وقت آتا ہے تو مصیبت پڑی ہوتی ہے۔ وہ پھر ایک دو گھنٹے کی رپورٹوں پر اتنا وقت لگاتے ہیں کہ دو گھنٹے کا کام اور چھ گھنٹے کی رپورٹ لکھی جاتی ہے۔ اور صاف پتہ چل جاتا ہے کہ اِس آدمی کو کام کوئی نہیں۔ ورنہ ایک مبلّغ اپنے چاروں طرف نظر ڈالے۔ دس پندرہ افراد کی بھی جماعت ہو تو ان کی تربیت پر بھی اس کو اتنا وقت دینا پڑے گا کہ وہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ لمبے دِن کا مطالبہ کرنے والا بن جائے گا۔ یعنی زبانِ حال سے دُعا کرے گا کہ اَے خُدا! میرے دِن میں اتنی برکت دے کہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ گھنٹوں کا کام مَیں اس میں سما سکوں۔ اور اگر کام کا سلیقہ نہیں، کام سے محبت نہیں تو سینکڑوں کی جماعت میں بھی وہ بیٹھا رہتا ہے پس داعیین اِلی اللہ ہوں یا مبلّغین ہوں۔ یاد رکھیں کہ جو باتیں مَیں نے بیان کی ہیں اُن کے علاوہ کام کی دُھن پیدا کریں۔ کس طرح کام کی دُھن پیدا کی جاتی ہے۔ اور پھر مگن ہو جائیں اور مست ہو کے کام کریں۔

اِس طرح جماعت کی جتنی آج تعداد ہے اگر سارے تبلیغِ اسلام میں مست ہو جائیں تو دیکھتے دیکھتے

ساری دُنیا کی کایا پلٹ جائے گی

عظیم الشّان کام آپ سرانجام دے سکیں گے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے رستے کھل رہے ہیں اور کشادہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ نئے نئے رستے پیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن چلنے والوں کی ضرورت ہے۔ پس اُن چلنے والوں میں آپ شامل ہوں۔

اور آخری بات! دُعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کوئی کام بھی دُعا کے بغیر بابرکت نہیں ہوتا۔ جب آپ اخلاقِ حسنہ سے مزیّن ہو کر خدا کی خاطر ان کاموں میں مگن ہوں گے تو آپ کی دُعاؤں میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو جائے گی اور دُعاؤں کے ذریعے آپ کے کام دس گنا زیادہ یا اس سے بھی زیادہ گنا زیادہ برکت حاصل کرلیں گے۔ پس با اخلاق انسان کے لئے باخدا انسان بننا ایک آسان اور اگلا قدم ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ساتھ ساتھ ہی باخدا انسان بنتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ مذہب کی کُنہہ یہ ہے کہ وہ اخلاق حاصل کرے جو خدا سے تعلّق رکھنے والے اخلاق ہیں اور اخلاقِ حسنہ کا مطلب بھی باخدا بننا ہے۔ لیکن یہ تو ایک انسان کے اندر واقع ہونے والے تجربات ہیں۔ باخدا اِن معنوں میں بھی انسان بنتا ہے کہ باشعور طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی سے زیادہ سے زیادہ آشنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کا تعلّق بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جانتا ہے کہ خدا میرے ساتھ ہے اور کامل یقین رکھتا ہے اور روزمرہ کی زندگی میں اس کو آئے دِن ایسے تجربے ہوتے چلے جاتے ہیں کہ اس کو علم ہوتا ہے کہ خدا کوئی تصوّر کی بات نہیں۔ ایک زندہ حقیقت ہے۔ اور اس کے سوا سب کچھ تصوّر ہے۔ اِس کیفیت تک جب مبلّغ پہنچ جاتا ہے تو وہ انقلابی کیفیت ہوتی ہے۔ پھر خُدا اور اس کی تقدیر تمام تر اس کے اِرادوں کے ساتھ چلتے ہیں۔ گویا کہ ایسی خدمت کرنے والا، ایسی دعوت کرنے والا خدا کے اِرادے کے ساتھ اِس طرح ڈھل جاتا ہے، اِس طرح ہم آہنگ ہو جاتا ہے کہ اس کا اِرادہ خدا کا اِرادہ بن جاتا ہے۔ پس یہ وہ مختصر چند باتیں ہیں، جو دعوت اِلی اللہ کے سلسلے میں مَیں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے

دُنیا بڑی تیزی سے بدل رہی ہے

یہ بدلتی ہوئی دُنیا اگر ہم نے نہ سنبھالی تو اَور لوگ اس کو سنبھال لیں گے۔ ہم تھوڑے شکاری ہیں۔ یہ دُنیا جو اپنے آپ کو اب تبدیلیوں کے لئے پیش کر رہی ہے اس کے لئے بد شکاری ہم سے لاکھوں گنا زیادہ میدان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اِس لئے وہ شکار جو آپ نہیں کر سکیں گے وہ ضرور کرلیں گے۔ اور اس دُنیا کی ہلاکت کی ذمّہ داری ہم پر بھی ہوگی۔ جس کو ایک ہلاکت سے خدا تعالیٰ نے اِس لئے نکالا تاکہ امن کے ساحلوں پر ہلاکت کا سمندر اُن کو پھینک دے۔ اور ہماری غفلت کی وجہ سے جیسے مگرمچھ نکلتے ہیں سمندروں سے یا شارکس ساحلوں کے قریب تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور بچتے ہوئے لوگوں کو گھسیٹ کر واپس لے جاتی ہیں۔ اسی طرح کی کیفیت ہوگی۔ یہ سمندر ابھی خطروں اور فتنوں سے خالی نہیں ہُوا۔ ایک تھوڑا سا وقت مِلا ہے کہ یہ قومیں جو ہلاکت کے مُنہ میں جا چکی تھیں۔ اُن کو ہلاکت نے اُبھرا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے اُگلا ہے۔ اس وقت میں اگر آپ نے ان کو پکڑ لیا اور محفوظ کرلیا اور ہمیشہ کے لئے خُدا کا بنا دیا تو یہ لوگ بچ جائیں گے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو ساری دُنیا کی نظریں اِن پر ہیں۔ وہ ایک دُوسرے سے پیش قدمی کرتے ہوئے اُن کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اربہا ارب روپیہ اُن قوموں کو اپنی طرف مائل کرنے اور دوبارہ ہلاکت میں ڈالنے کے لئے وہ خرچ کر رہے ہیں۔ اِس لئے یہ جو چند لمحے ہیں اِن میں اگر آپ نے باشعور طور پر اپنی ذمّہ داریوں کو ادا کیا تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور ایک ذرّہ بھی مجھے اس میں شک نہیں کہ خدا ان چند لمحوں کو لمبا کرتا چلا جائے گا۔ اور آپ کے کام میں

برکت پر برکت

دیتا چلا جائے گا۔ کیونکہ اگر آپ پُوری طاقت کے ساتھ خدا کی خاطر بندگانِ خُدا کو بچانے کے لئے اپنا سب کچھ تن من دھن خُدا کے حضور پیش کردیں گے تو یہ ناممکن ہے کہ یہ لمحے عارضی ثابت ہوں۔ ان لمحوں کو خدا تعالیٰ بڑھاتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہم اپنی بدلتی ہوئی ذمّہ داریوں کو خُدا کی رضا کے مطابق سرانجام دینے والے بنیں۔ ٭

اعتذار و تصحیح بدر ۱۶ اگست کی اشاعت میں صفحہ ۱۲ پر "بھاگلپور سنٹرل جیل میں تبلیغی مساعی" کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغ سلسلہ کی مرتبہ ہے۔ سہواً رپورٹ کے ساتھ ان کا نام شائع نہیں ہوا جس کے لئے اِدارہ بدر معذرت خواہ ہے۔ احبابِ کرام تصحیح فرمالیں۔ (قائم مقام ایڈیٹر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء

قسط اوّل

جماعت احمدیہ کی ترقی کے بارہ میں پیشگوئیاں

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ بھارت

محترم صدر اجلاس اور معزز سامعین!
جیسا کہ آپ نے ابھی سماعت فرمایا میری تقریر کا عنوان "جماعت احمدیہ کی ترقی کے بارہ میں پیشگوئیاں" ہے۔

احباب کرام! اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور علم تام کا ثبوت ہمیشہ انبیاء کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔ کثرت مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ پر مشتمل اُن کی عظیم الشان پیشگوئیاں جہاں جہاں ذات باری کے علیم کل ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہاں خود ان برگزیدوں کی اپنی صداقت و حقانیت پر بھی زبردست گواہ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:۔

عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔ (الانعام: ۶۰)

یعنی غیب کی کنجیاں فقط اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور بجز اُس کے غیب کی باتوں کو اور کوئی نہیں جانتا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ۔ (یونس: ۲۱)

یعنی غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخصوص ہے اور اُس کے سوا دنیا کا کوئی بھی انسان اُس کے پوشیدہ بھیدوں اور مخفی اسرار سے واقف نہیں۔ البتہ غیب وہ خود چاہتا ہے تو اپنے مقدس نبیوں اور برگزیدہ رسولوں کو بعض ایسے اسرار غیبیہ پر خبر دار اطلاع دیتا ہے جن پر عقل انسانی کے ذریعہ آگہی پانا ہرگز ممکن نہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (الجن: ۲۸)

یعنی علم غیب صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے مخصوص ہے اور وہ اپنے غیب پر بجز اپنے برگزیدہ رسولوں کے کسی کو آگاہ نہیں کرتا۔

قرآن مجید کی ان ہر سہ آیات میں "الغیب" سے مراد وہ تمام اسرار اور رموز الٰہی ہیں جن کی پیشگوئی نہ تو کسی جیوتشی، رمال اور فال بین کے لئے ممکن ہے۔ اور نہ ہی کسی سائنسی اصول پر کی جا سکتی ہے پس "ظہر علی الغیب" کے یہی معنی ہیں کہ امور غیبیہ کثرت سے بتلائے جائیں۔ اور وہ ایسی عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوں جو وقت مقررہ پر پوری ہو کر جیتی ہم بننے کے لئے پیشگوئی کرنے والے کی صداقت اور اُس کے مؤید من اللہ ہونے کا ثبوت مہیا کریں۔

قرآن حکیم کے بیان کردہ اس اصول کے مطابق حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک جس قدر بھی انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے سب نے کثرت مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ کو اللہ تعالیٰ کے وجود کی قطعی اور یقینی دلیل اور اپنے منجانب اللہ ہونے کی ایک واضح اور بیّن دلیل قرار دیا ہے۔

مامور زمانہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا بابرکت قیام اور اُس کے اپنے سفر زندگی کی پہلی مبارک صدی میں ملنے والی عظیم ترقیات بھی اسی آسمانی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جن کا سلسلہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔

عظیم الشان آسمانی بشارات:۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سرور کائنات و فخر موجودات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (جمعہ: ۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرین کے ایک گروہ میں بھی اس رسول کی بعثت مقدر ہے جو ابھی ان سے ملا نہیں۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ تفسیر قرطبی میں اس آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی بخاری و مسلم شریف کی ایک حدیث درج کی گئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ ایک شخص نے دریافت کیا حضور! وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟ سائل نے یہ سوال دو تین مرتبہ دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم میں حضرت سلمان فارسیؓ بھی موجود تھے۔ حضورؐ نے اُن کے شانے پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ: ایک وقت اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ابناء فارس میں سے بعض افراد اُسے دوبارہ زمین پر واپس لے آئیں گے۔" (تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۹۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی اس حدیث نبویؐ سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ آخرین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اُس زمانہ میں ہوگی جب مسلمان دینی اور دنیوی ہر دو اعتبار سے قعر مذلت میں گر چکے ہوں گے اور ایمان اُن کے سینوں سے مفقود ہو چکا ہوگا۔

سُنّی اور شیعہ مفسرین قرآن نے آخرین میں ہونے والی حضورؐ کی اس بعثت کو حضرت مسیحؑ کے نزول اور حضرت امام مہدیؑ کی آمد سے تعبیر کیا ہے۔ اور قرآن حکیم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی بعثت ثانیہ کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ بھی مقدر کی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ... (الصف: ۱۰)

(ترجمہ:۔ (اللہ) وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تا اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔ تفسیر جامع البیان میں اس آیت کریمہ کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ:۔

وَذٰلِکَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ

کہ یہ آیت کریمہ القائم (یعنی امام مہدیؑ) کی آمد سے متعلق نازل ہوئی ہے۔

احادیث نبویؐ میں آنے والے موعود مصلح آخرالزمان کو چونکہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ ناموں سے یاد کیا گیا ہے اس لئے عموماً یہی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں وجود بھی الگ الگ ہی ہوں گے۔ مگر ابن ماجہ کی حدیث "لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ" اور صحیح بخاری کی حدیث "لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَ ھُوَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" سے اس غلط عقیدہ کی کلیتاً نفی ہوتی ہے اور اس حقیقت کو سمجھنے میں قطعاً کوئی اشکال باقی نہیں رہتا کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے وقت میں اُن کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ وہ اُس امت کے امام ہوں گے اور اسی امت میں سے ہوں گے۔ کہیں باہر سے نہ آئیں گے۔

قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی طرح بہت سے دوسرے مذاہب کی کتب مقدسہ میں بھی مصلح آخرالزمان کی بعثت کی خبر دی گئی ہے۔ مثلاً

● یہودی مذہب میں آخری زمانہ میں مہدی کا سوار کے آنے کی خبر دی ہے۔
(ملاحظہ ہو ملاکی نبی کی کتاب)

● عیسائی مذہب کی رُو سے حضرت مسیح ناصریؑ ایک نئی پیدائش میں دوبارہ جلوہ گر ہوں گے (انجیل متی باب: ۱۹)

● پارسیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک فارسی الاصل شخص کو پیغمبر بنا کر بھیجا جائیگا
(فرہنگ دساتیر صفحہ ۱۸۸)

● سکھ بھائیوں کے نزدیک شری کرشن جی مہاراج ایک مسلمان جامہ میں قادیان میں آئیں گے۔ (آدگرنتھ صاحب صفحہ ۲۷۳)

● ہندو دھرم کے عقیدہ کے مطابق شری کرشن کلکی اوتار کے روپ میں تشریف لائیں گے
(شریمد بھاگوت پران سکند ۱۲)

● بدھ دھرم کے ماننے والوں کا اعتقاد ہے کہ آخری زمانہ میں "میتریہ" کے نام سے ایک اور بدھ کی آمد مقدر ہے۔
(دھمپد/ کلیان دھرم باب ۹۶ آیت ۱۳ تا ۱۵)

● اسی طرح اسلامی لٹریچر میں بھی بزرگان سلف کے حوالے سے جا بجا مختلف پیرایوں میں آنے والے موعود مصلح آخرالزمان کی نسبت عظیم الشان بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیشگوئی ہے کہ "مہدی موعود پرچم محمدی کا علم بردار اور صاحب دولت احمدی ہوگا۔" (ینابیع المودۃ جزو ثالث صفحہ ۵)

(۲) حضرت محمد بن عارض مصریؒ نے بشارت دی کہ:۔
"ہمارا عارف جو ہمارے احمدی زمانہ میں آئے گا وہ اولوالعزم نبیوں میں سے ہوگا اور صاحب عزیمت ہوگا۔" (المرد النفائض صفحہ ۳۸)

(۳) حضرت امام علی القاریؒ نے فرمایا:۔
"آخری زمانہ میں امت مسلمہ کے تہتر فرقوں میں سے نجات یافتہ اہل سنت کا صرف وہ فرقہ ہوگا جو مقدس طریقۂ احمدیہ پر گامزن ہوگا۔" (المرقاۃ المصابیح شرح المشکوۃ المصابیح صفحہ ۲۴۸)

(۴) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے کلمات و ملفوظات پر مشتمل کتاب "مبداء و معاد" میں لکھا ہے کہ:۔
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے جب حقیقت محمدیؐ اپنے مقام سے عروج کر کے حقیقت کعبہ سے متحد ہو جائے گی۔ اس وقت حقیقت محمدیؐ حقیقت احمدی کے نام سے موسوم ہوگی اور احدیت خدا کی صفت احد کا مظہر ہوگی۔"
(رسالہ مبداء و معاد صفحہ ۵۸)

بزرگان سلف کی ان تمام پیش خبریوں سے ثابت ہوتا ہے کہ

اوّل:۔ امت محمدیہ میں ایک ایسے

سلسلے کا قیام ہوگا جو احمدیت کے نام سے موسوم ہوگا۔

دوئم :- اس سلسلہ کی بنیاد ایسے زمانہ میں رکھی جائے گی جب تثلیث پرستی کا زور ہوگا۔ جسے توڑ کر توحید کو قائم کیا جائیگا۔

جماعت احمدیہ اور سنت الٰہی

احباب کرام! مذاہب عالم کی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ناطق ہے کہ ہر الٰہی سلسلہ دنیا میں ایک بیج کے طور پر قائم کیا جاتا ہے۔ جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی ازلی قانون جماعت احمدیہ کے لئے بھی مقدر تھا جیسا کہ اس نے امت محمدیہ میں مثیل مسیح کی بعثت کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:-

کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ (فتح: ۳۰)

یعنی جب آخری زمانہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کا مثیل آئے گا تو اس کے سلسلہ کی ابتداء اس کمزور اور نازک کونپل کی طرح ہوگی جو بادی النظر میں دکھائی بھی نہیں دیتی رفتہ رفتہ یہ نازک کونپل ایک پودے کی شکل اختیار کرے گی پھر یہ پودا آہستہ آہستہ نشو نما پائے گا اور بالآخر ایک تناور درخت بن جائے گا۔

جماعت احمدیہ کی اسی ہمہ جہتی تدریجی ترقی کی جھلک ہمیں سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی ان عظیم الشان پیشگوئیوں میں دکھائی دیتی ہے جن میں سے کئی گذشتہ ایک صدی میں انتہائی شان و شوکت اور کمال آب و تاب کے ساتھ پوری ہو کر حضورؑ کے دعویٰ ماموریت کی صحت اور احمدیت کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں۔ وقت کی رعایت سے جماعت احمدیہ کی نشو و نما ترقی سے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام کی ہزار ہا تبشیری پیشگوئیوں میں سے بعض کا ایمان افروز تذکرہ سماعت فرمایئے۔

عالمگیر شہرت ملنے کی پیشگوئی

سب سے پہلے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس مہتم بالشان الہامی پیشگوئی کو لیتا ہوں جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر عالمگیر شہرت عطا کئے جانے کا وعدہ دیا تھا۔ واضح رہے کہ آپ پر مارچ ۱۸۸۲ء میں ماموریت سے متعلق پہلا الہام قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (تذکرہ) نازل ہوا۔ اس وقت کے قادیان کی ویرانی و خستہ حالی کا نقشہ کھینچتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچے تھے۔ مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرایہ پر مل جاتا تھا مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپے کو قابل سکونت مکان بنانے کے لیئے زمین مل جاتی تھی۔ بازار کا حال یہ تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیونکہ لوگ زمیندار طبقہ کے تھے اور خود دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا۔ اور اُسی کا مدرس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ ڈاک ہفتے میں دو دفعہ آتی تھی۔ تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں"

(دعوت الامیر صفحہ ۲۴۳)

خود سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی بے سرو سامانی اور کس مپرسی و گمنامی کا عالم یہ تھا کہ براہین احمدیہ کی طباعت کے سلسلہ میں آپ اکیلے امرتسر کا سفر اختیار فرماتے اور کوئی بھی واقف کار آپ کی خبر گیری کرنے والا نہ ملتا۔ ان نامساعد حالات کی تفصیل خود حضورؑ ہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں:-

"میں ایک غریب اور ویرانہ گاؤں کا رہنے والا اور بالکل اُن ممتاز لوگوں میں سے الگ تھا جو مرجع عام ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں ..... ایک سخت ناکامی کا سامنا تھا۔ کیونکہ کوئی پہلو بھی درست نہ تھا۔ اول مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ سو اس وحیٔ الٰہی کے وقت تمام ملکیت ہماری تباہ ہو چکی تھی اور ایک بھی آدمی ایسا ساتھ نہ تھا جو مالی مدد کر سکتا ..... ہر ایک طرف سے بالا وپر ٹوٹے ہوئے تھے۔ پس جس قدر مجھے اس وحیٔ الٰہی سے سرگردانی ہوئی وہ میرے لئے ایک طبعی امر تھا۔ اور میں اس بات کا محتاج تھا کہ میری زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ عظیم الشان وعدوں سے مجھے تسلی دیتا۔ تا میں غموں کے ہجوم سے ہلاک نہ ہو جاتا۔ پس میں کس منہ سے خدا وند کریم کا شکر کروں کہ اس نے ایسا ہی کیا اور میری بے کسی اور بے قراری کے وقت میں ان مبشرانہ پیشگوئیوں سے مجھے تھام لیا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۲-۵۳)

حضورؑ اسی کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔ ع

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

گمنامی و کس مپرسی کے اس عجیب عالم میں خدا تعالیٰ نے آپ کو انتہائی پیار بھرے الفاظ میں بشارت دی کہ:- لَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ (تذکرہ صفحہ ۴۸)

یعنی خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو سنو! خدا کی رحمت قریب ہے خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ اور ایسی راہوں سے آئے گی کہ وہ راہیں اُن لوگوں کے بہت زیادہ چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہری ہو جائیں گی۔

نیز فرمایا:-

"میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں بٹھاؤں گا" تذکرہ (صفحہ ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ کے ان عظیم وعدوں کے عین مطابق قادیان جو دنیا کی ایک گمنام بستی تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی میں ہی مرجع خلائق بنی اور اندرون ملک سے ہزاروں کی تعداد میں آنے والے زائرین کے علاوہ ترکی، انگلستان، آسٹریلیا امریکہ اور روس کے سیاحوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا، اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے حضورؑ کی شہرت سرزمین ہندوستان کی حدود سے نکل کر بیرونی دنیا تک جا پہنچی۔ چنانچہ ابھی اس پیشگوئی کو شائع ہوئے ۲۵ سال ہی گزرے تھے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں۔ ہر چند کہ مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو۔ یہاں تک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے۔ بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے۔ لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی۔ اور ہندوستان میں بھی جا بجا تخم ریزی ہو گئی۔ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف بہ اسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہو گئے اور اس قدر فوج در فوج قادیان میں لوگ آئے کہ یکوں کی کثرت سے کئی یکّہ قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی" (حقیقت الوحی صفحہ ۲۴۹) باقی آئندہ

دعائے مغفرت

مکرم قریشی محمد عبد اللہ صاحب تیماپوری نمائندہ بدر کی والدہ محترمہ فاطمہ بی صاحبہ مورخہ ۸/۹ ، ۷ کی صبح ۹½ بجے گلبرگہ میں قریباً ۷۵ سال کی عمر میں ایک عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئیں ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ نیک، متقی، ہمدرد اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں گلبرگہ میں احمدیہ قبرستان نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے بچے مرحومہ کی نعش کو یادگیر لائے۔ یادگیر میں کثیر احباب جماعت کے ساتھ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد احمدیہ قبرستان یادگیر میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت بلندیٔ درجات کے لیئے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے۔ نیز مرحومہ کے خاوند مکرم عبد الرحمٰن صاحب قریشی سابق صدر جماعت احمدیہ تیماپور جو کہ ضعیف عمر ہیں کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لیئے دُعا کی درخواست ہے۔

مینیجر ہفت روزہ بدر۔ قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ مکرمہ امتہ الحیٔ صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبد الرفیع صاحب ایڈووکیٹ بہرہ پورہ بہار کو بتاریخ ۹۰/۶/۱۱ پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے نومولود کو والدین نے تحریک "وقف نو" کے تحت وقف کرنے کی سعادت حاصل کی ہے عزیز مکرم منشی محمد دین صاحب درویش قادیان کا نواسہ اور مکرم سید وسیم الدین صاحب مرحوم آف بہرہ پورہ کا پوتا ہے۔ مبلغ ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے نومولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر و خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے (وحید الدین شمس افسر لنگر خانہ قادیان)

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے تاثرات

(۴)

مکرم ملک نور احمد صاحب اڈیالہ جیل راولپنڈی سے اپنے خط محررہ ۲/۴ ۹۰ میں رقمطراز ہیں :۔
" ۳/۲ ۹۰ کو صبح ۱۱ بجے خاکسار اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پنڈورہ راولپنڈی میں ایک دوکاندار کے پاس اپنے پیسے لینے گیا تو اسی وقت ایک ختم نبوت کا مولوی ٹیپ لیکر آگیا اور ٹیپ لگا کہ مجھ سے سوال کرنے لگا کہ تم کون ہو میں نے سمجھ لیا کہ شرارت کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ ان دوکاندار سے میرا کاروباری واسطہ ہے۔ اس لئے پیسے لینے آیا ہوں۔ میرا عقیدہ اپنا ہے۔ آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ میں کاروباری بات کر رہا ہوں لیکن وہ کہنے لگا کہ تم ان کو تبلیغ کرتے ہو اور اپنا لٹریچر تقسیم کرتے ہو اور مسلمان کے جذبات کو مجروح کر رہے ہو۔ میں نے اس کو کہا کہ میں نے تو کوئی بات بھی نہیں کی بلکہ مسلمانوں میں اٹھ کر چلنے لگا تو اس نے دیگر اپنے ساتھیوں کو بلا یا اور مجھے جانے نہ دیا اور پھر ٹیلیفون کر کے ختم نبوت کے دفتر سے لٹریچر منگوایا جس میں ہمارا اور طاہر القادری کا لٹریچر تھا اور مجھے کہنے لگا کہ یہ تم تقسیم کر رہے تھے اور زبردستی ٹیکسی میں بیٹھا کر تھانے لے گئے اور ہر بات جھوٹی کہتے رہے۔ میں نے پولیس والوں سے کہا کہ یہ لوگ قرآن کریم اٹھا کر قسم کھائیں یعنی جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے تو پھر آپ کارروائی کریں۔ یا میں قسم کھاتا ہوں کہ جو بھی یہ الف سے ی تک بیان کرتے ہیں سرتاپا جھوٹ اور الزام تراشی ہے مگر وہ کہنے لگے کہ تمہارا تو قرآن نہیں ہے۔ پولیس نے بھی کوئی بات نہ مانی اور خاکسار کو ARREST کر کے راولپنڈی بھیج دیا ہے۔"
(اقتباس خط مکرم ملک نور احمد صاحب۔ اڈیالہ جیل — راولپنڈی)

مکرم مبارک احمد صاحب آف چک سکندر اپنے خط محررہ ۲۰/۱ ۹۰ میں رقمطراز ہیں کہ :۔
" آج سے سات ماہ قبل جو واقعہ چک سکندر میں گزرا ہے اس کا آپ کو علم ہے میں مورخہ ۷/۱۶ ۸۹ کو اس وقوعہ کے وقت موجود تھا اور ۱۶ تاریخ کو میرے ابا جی اور ایک چچازاد بھائی سمیت ۱۰ آدمیوں کو پولیس والے گرفتار کر کے لے گئے۔ ہمارا مکان تو جل گیا تھا۔ میں گھر سے باہر نکلا تو امیر کی پارٹی کے چند لڑکوں نے مجھے پولیس کے حوالے کر دیا اور امیر کے ایک بھائی نے پولیس والوں کو کہا کہ اس لڑکے کو گولی مار دی جائے لیکن تھانیدار نے کہا کہ میں اس لڑکے کو تھانے لیجاتا ہوں۔ اس نے میرے ساتھ دو سپاہی بھیجے جو تھانے لے آئے۔ جب میں تھانے پہنچا تو تھانے کے منشی نے مجھے حوالات میں بند کر دیا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ جو آدمی پہلے تھانے میں بند موجود تھے انہوں نے مجھے پوچھا کہ آپ کس کیس میں آئے ہیں تو میں نے انہیں کہا کہ چک سکندر کا رہنے والا ہوں اور احمدیہ فرقے سے تعلق رکھتا ہوں جب انہوں نے میری زبان سے یہ الفاظ سنے تو کہنا شروع کر دیا کہ یہ مرزائی ہے کافر ہے ...... لیکن میں ایک طرف خاموش بیٹھا رہا۔ ان میں سے ایک لڑکے نے مجھ سے بات کی تو وہاں پر ایک مولوی قسم کا آدمی تھا اس نے کہا کہ ادھر آجاؤ اور وہ اٹھ کر چلا گیا جب میں نے ان سے پانی مانگا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس پانی پینے کے لئے گلاس نہیں ہے ہم اپنے گلاس سے آپ کو پانی نہیں دے سکتے پھر میں خاموش ہو گیا ...... اس طرح دن گزر گیا ..... رات کے ۹ بجے کا وقت ہوا تو میں نے انسپکٹر پولیس کو کہا کہ سر! اگر میں کیس میں شامل ہوں تو مجھے یہاں رکھیں۔ اگر مجھ پر کیس نہیں ہے تو مجھے باہر نکالیں۔ اس نے کہا اچھا ..... اندر والی چارپائی پر بیٹھ جا۔ میں وہاں پر بیٹھ گیا چند منٹ بیٹھنے کے بعد اس نے مجھے کہا کہ گاڑی میں بیٹھ جاؤ میں آپ کو گھر چھوڑ آتا ہوں۔ میں گاڑی میں بیٹھ گیا تو اس نے مجھے تھانہ کھاریاں کینٹ میں پہنچا دیا۔ جب میں گاڑی سے اترا تو وہاں پر میرے ابا جی ملے۔ انہوں نے مجھے پوچھا کہ آپ کو انہوں نے کیسے پکڑا تو میں نے ان کو بات بتائی۔ جب تھانے کے اندر لے گئے تو وہاں ہمارے احمدی حوالات میں بند تھے۔ انہوں نے مجھے بھی وہاں بند کر دیا۔۔"
(اقتباس از خط مکرم مبارک احمد صاحب آف چک سکندر۔ ضلع گجرات)

مکرم رانا منور احمد صاحب مانسہرہ سے اپنے خط ۱۰ر فروری ۱۹۹۰ء میں لکھتے ہیں کہ :۔
" ہزارہ میں سالانہ جلسے کے زیر اہتمام ایک دفعہ صاحبزادہ عبد الرشید صاحب کے گھر میں منعقد ہوا تھا ...... جلسہ منعقد ہونے کی اطلاع O.D.C والوں کو مل گئی تو پولیس وہاں پہنچی۔ مگر جلسہ برخاست ہو چکا تھا F.I.R صاحبزادہ عبد الرشید صاحب وغیرہ کے نام کٹی۔ مگر وغیرہ میں ہزارہ کا ہر احمدی شامل ہو گیا اور پولیس نے گرفتاریاں شروع کر دیں۔ صاحبزادہ صاحب کے علاوہ رانا یوسف صاحب (اسی سالہ بوڑھے بیمار) اکبر صاحب کوٹلی والے (جو کہ یہاں مہمان آئے ہوئے تھے اور جلسہ میں شامل بھی نہ تھے۔) اور بعد میں میرے والد صاحب رانا کرامت اللہ صاحب بھی گرفتار ہو گئے اس کے بعد محمد احمد کھوکھر صاحب دام میں آ گئے۔ نذیر نعمانی صاحب کے پیچھے پولیس گئی مگر انہوں نے Bail Before Arrest کروالی۔ اسی طرح داتہ کے صوبیدار صاحب کے پیچھے بھی پولیس پھر رہی ہے مگر وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے ملک مظفر صاحب نکوٹی حال ایبٹ آباد اور کچھ دیگر احباب کے علاوہ خاکسار کا نام بھی سننے میں آرہا ہے گویا یہ مقدمہ تمام احمدی احباب ہزارہ کی سرزمین کے خلاف بنایا گیا ہے۔ اور عرض یہ کرنا ہے کہ اس سے عمومی طور پر کافی خوف و ہراس پھیلا رہا ہے کہ جو ابھی ختم نہیں ہوا۔
(اقتباس از خط مکرم رانا منور احمد صاحب معرفت رانا ٹریڈرز۔ کھلا بازار۔ مانسہرہ)

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ آف چک سکندر (ضلع گجرات) اپنے تازہ مکتوب میں ربوہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں تحریر کرتی ہیں :۔
میں ایک سال سے بیمار چلی آرہی ہوں۔ حادثہ چک سکندر کے دوران میں بیمار تھی۔ افراتفری کے دوران میں اپنی دو بچیوں کو جبکہ میرا مکان جل رہا تھا، جان بچانے کے لئے باہر نکلی تو دشمن نے مجھ پر فائر کیا۔ جس سے میں شدید زخمی ہوئی۔ اور میری بچیوں کو بھی کثرت سے چھرے لگے۔ وہاں جب جارہی تھی تو راستہ میں میرا چھوٹا بھائی رفیق احمد ثاقب شہید پڑا ہوا تھا۔ دشمن مرے ہوئے کو زدوکوب کر رہا تھا۔ دیکھکر غم در غم آتا مگر نور احمدیت اور زیادہ روشن ہوتا۔ نصرت اور طاقت ملتی رہی مگر خون اس قدر تھا کہ خون سے لباس تر بہ تر ہو رہا تھا۔ ادھر حشر برپا تھا مگر کلمہ شہادت لبوں پر جاری تھا میرے آقا! واقعہ صحیح طور پر تحریر کرنا میرے قلم کی طاقت میں نہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک :
(اقتباس خط مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت مولوی خان محمد صاحب زوجہ مکرم شیخ محمد صاحب کراچی ہاؤس۔ ربوہ)

صدر جماعت احمدیہ ناڑی مکرم منظور صاحب اپنے خط محررہ ۲۳/۱ ۹۰ میں رقمطراز ہیں
" میرے بڑے بھائی محمد اکبر قمر صاحب قائد ضلع کوٹلی آزاد کشمیر پنشن کے کاغذات مکمل کروانے ایبٹ آباد سنٹر گئے تھے اپنے کام سے فارغ ہو کر صاحبزادہ عبد الرشید صاحب امیر ضلع ایبٹ آباد کے گھر نماز ادا کرنے گئے جہاں پر موجود پولیس والوں نے انہیں یہ کہکر گرفتار کر لیا کہ وہ صاحبزادہ صاحب کی تلاش میں ہیں۔ جب وہ ملیں گے آپ کو چھوڑ دیا جائے گا۔ چند دوسرے دن مقامی ملاؤں نے یہ کہکر ان کا نام پرچہ میں درج کرا دیا کہ مورخہ ۱۲/۱ ۹۰ کو انہوں نے جلسہ میں نماز پڑھائی ہے۔ جبکہ وہ ۱۴/۱ ۹۰ کو ایبٹ آباد پہنچے تھے۔ تاحال وہ جیل میں ہیں۔
(اقتباس از خط مکرم محمد منظور صاحب صدر جماعت ناڑی۔ P.O گوئی ضلع کوٹلی۔ آزاد کشمیر)

مکرمہ مسز محمود احمد صاحب ملتان سے اپنے خط محررہ ۱۳/۲ ۹۰ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اپنی بچیوں کی کالج میں احمدیت کی وجہ سے مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ :۔
" میرے پیارے آقا! میری دو بچیاں کالج میں پڑھتی ہیں۔ بڑی بچی جو ... میں پڑھتی ہے اس کو کالج میں احمدیت کی وجہ سے بہت ستایا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود کی شان کے خلاف پرمٹ لکھ کر میری بچی کو دوسری بچیاں دیتی ہیں جو نہایت گندے اور غلیظ الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے لیکن میرے پیارے آقا وہ تو برداشت کر رہی ہے میرے اور میرے بچوں کے دل بہت محسوس کرتے ہیں اور برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دل کہتا ہے کہ ان کو جیتے جی مار دیں لیکن

میرے پیارے آقا! ہمیں آپ نے اس کی اجازت نہیں دی اور صبر کرنے کی تلقین فرمائی ہے لیکن میرے پیارے آقا! اب تو دل بعض دفعہ ہمت ہار بیٹھتا ہے لیکن میرے پیارے آقا! ہم کمزور نہیں ہیں۔ ہم تو احمدیت کے پیچھے جان نثار ہیں۔

(اقتباس از خط مکرمہ مسز محمود احمد صاحب کوارٹر ۱۵۰/ ای۔ پاک عرب کھاد فیکٹری ملتان)

راولپنڈی سے میڈیکل کے ایک احمدی طالب علم ارشد احمد صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۲/۷ میں اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"کل نماز جمعہ کے بعد جب میں گھر واپس آرہا تھا اور ہاتھ میں لاہور رسالہ تھا۔ تبی چوک پر ختم نبوت والوں کا دفتر ہے۔ وہ قریب ہی ہے۔ وہاں سے ان کے تین کارکن نکلے کی گلی میں، میرے پیچھے آئے اور ایکدم رسالہ چھیننے لگے۔ میں نے نہیں چھوڑا تو باقی دو نے بھی آکر اس کا ساتھ دیا۔ اور کہنے لگے کہ تم تبلیغ کرتے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہم تو ان پر درود بھیجتے ہیں اور جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں نکالنے لگے اور کہنے لگے۔ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا بھی جرم ہے اور یہ کہ ہم آنحضرت کی جگہ حضرت مسیح موعود کو سمجھتے ہیں۔ اتنے میں قریب کے گھر سے ایک ... مرد نکل کر میری مدد کو آیا تو اس سے لڑنے لگے۔ اس نے وجہ پوچھا کہنے لگے یہ تبلیغ کرتا ہے اور ہم اس کی تاک میں تھے۔ اس نے پوچھا کہ اس سے کیا برآمد ہوا؟ ... یہ رسالہ۔ اس نے کہا کہ یہ تو اپنے ... گزر جارہا تھا۔ اتنے میں چند لوگ آگئے خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سب نے ہی میری مدد کی کوشش کی۔ اس پہلے لڑکے کو کہنے لگے کہ کیا تو کافر ہے۔ اس نے غصے میں جواب دیا ہاں! ہوں۔ کہنے لگے کیا تو مرزائی ہے تو وہ غصے سے خاموش ہو گیا۔ ایک اور شخص نے زبردستی ایک مولوی سے رسالہ کا ایک ٹکڑا چھینا تو وہ اس سے لڑنے لگے کہ تو کون ہے، ختم نبوت کے کافی کارکن یعنی وہاں پہنچ چکے تھے تقریباً دس پندرہ۔ آخر اس مرد ہمت نے وہ رسالے کا ٹکڑا کھول کر دیکھ ہی لیا۔ وہ لوگ ... اس کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور چاہتے تھے کہ مجھے اکیلا وہاں سے لیکر جائیں مگر اس آدمی نے کہا کہ وہ بھی ساتھ تھانے چلے گا....... پھر وہ لوگ مجھے زبردستی گھسیٹنے لگے لیکن محلے والوں نے انہیں روکا۔ ایک شخص کو وہ کہنے لگے تو بیچ میں کیوں دخل دے رہا ہے۔ بالکل ساتھ اہلحدیث کی مسجد ہے وہاں سے ایک لڑکا نکلا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں گھر جارہا تھا اور کس طرح ان لوگوں نے یہ حرکت کی تو وہ بھی ان مولویوں کو کہنے لگا۔ دیکھو میں اہلحدیث ہوں تم کیا حرکت کر رہے ہو۔ کم از کم پانچ چھ لوگوں نے میرا بھرپور ساتھ دیا... خدا پر توکل کرتے ہوئے میں تھانے چلنے پر رضا مند ہو گیا۔ محلے کے ان تین چار لوگوں سے بھی کہا وہ بھی تیار ہو گئے۔ اب مولوی کو فکر پڑ گئی اور وہ انہیں زبردستی روکنے لگا۔ پھر ایک محلے والے نے کہا کہ بھئی چھوڑ دو اسے آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ میں نے کہا کہ یہ تو ساری باتیں ہی جھوٹی کر رہے ہیں میں نے کوئی غلط بات نہیں کی لیکن محلے والوں نے انہیں مجھے اپنے ساتھ نہ لیکر جانے دیا تو ان مولویوں میں سے ایک نے مجھے کہا کہ آئندہ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اور تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنی زبان سے لیا تو دانت توڑ دوں گا۔ اور پھر وہاں سے چلے گئے....

(اقتباس از خط مکرم ارشد احمد صاحب R-54, Said Puri gate Rawalpindi)

چک نمبر ۱۶۳/۵ ضلع وہاڑی سے مکرم اللہ یار صاحب حضور انور کے نام اپنے مکتوب میں رقمطراز ہیں کہ:-

"..... منظور چنیوٹی ہمارے گاؤں میں آیا۔ احمدیت کی مخالفت میں سارا زور لگا کر اپنی علمی قابلیت کو لوگوں کے سامنے بیان کرتا رہا۔ لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یہ جو اس مسجد کے ساتھ ہی مسجد ہے یہ قادیانیوں کی ہے۔ یہ جگہ تو اہل اسلام کی ہے۔ تم اے۔سی کے پاس درخواست دو۔ ان سے حکومت یہ جگہ لازماً خالی کروائے گی۔ حضور جو اس کی زبان پہ آیا وہ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکت کے متعلق بولتا رہا۔ حضور! میری بچیاں اپنے گھر میں روتی ہیں ...... حضور اس نامراد مولوی نے ہمارے مسجد سے اور مکانوں سے بذریعہ مجسٹریٹ، پولیس کلمہ شریف مٹوا دیا اور مجھے گرفتار کر کے تھانہ میں لے گئے ...... ہماری مسجد تو حضور کلمہ طیبہ ہٹانے کے چند دن بعد اے۔سی صاحب ہمارے گاؤں میں آگئے۔ مجھے مخالفوں کے ڈیرے میں بلوایا اور حکم دیا کہ آپ یہ جگہ خالی کر دیں۔ جہاں تم نے اپنی عبادت گاہ بنا رکھی ہے۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ یہ عبادتگاہ تو بہت پرانی ہے جناب! یہ کوئی آجکل تو میں نے نہیں بنائی ہے۔ اے۔سی صاحب مجھے کہنے لگے کہ تم مسجد کا نام نہیں لے سکتے۔ میں تم کو جہاں تمہارا مکان ہے وہاں اتنی جگہ الاٹ کر دیتا ہوں۔ تم وہاں اپنی عبادتگاہ بنا سکتے ہو۔ خاکسار نے عدالت کی طرف رخ کیا لیکن افسوس کہ عدالت نے بھی ۳/۷/۹۰ کو ہمارے وکیل کے آنے سے پہلے ہمارا کیس خارج کر دیا اور سول کورٹ سے ہمارا کیس خارج ہوتے ہی دشمنوں نے ہماری مسجد کو شہید کر دیا.....

(اقتباس از خط مکرم اللہ یار صاحب احمدی صدر جماعت احمدیہ چک ۱۶۳/۵ عب تحصیل وضلع وہاڑی)

چنتہ کنٹہ میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

مورخہ ۹ جولائی ۱۹۹۰ء کو بعد نماز مغرب محترم مولوی عبد الحیٔ صاحب قائمقام صدر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت احمدیہ مسجد میں جلسہ سیرت النبی صلعم منعقد ہوا۔ محترم ظہیر الدین صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور محترم محمد عبد العزیز صاحب کی نظم خوانی کے بعد محترم مولوی عبد الحفیظ صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے بعنوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد کامل کی حیثیت سے"۔ محترم حبیب اللہ شریف صاحب نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی وانکساری" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعدہ عزیزم مکرم بشارت احمد صاحب نے نظم سنائی بعدہٗ خاکسار صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ" عنوان پر کی۔ آخر پر صدر جلسہ نے احمدی نوجوانوں کو نبی اکرم صلعم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت فرماتے ہوئے اسوہ نبیؐ کے چیدہ چیدہ واقعات سنائے دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ و مسیح موعود علیہ السلام

مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب عادل صدر جماعت احمدیہ شورت تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد احمدیہ شورت (کشمیر) میں بعد نماز مغرب یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک جلسہ خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا جس کی کاروائی ایک گھنٹہ تک جاری رہی مکرم محمد مقبول صاحب ڈار نائب صدر کی تلاوت قرآن مجید اور عزیزم شمیم احمد صاحب لون کی نظم خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا ازاں بعد مکرم عبد الوہاب ڈار سیکرٹری تبلیغ نے بعنوان سوانح حیات مصلح موعودؓ عزیز ادریس احمد صاحب ڈار، مکرم ماسٹر عبد الغنی صاحب ڈار سیکرٹری مال نے بعنوان مصلح موعودؓ کے کارنامے اور خاکسار نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود تقاریر کیں اور مکرم ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب آہنگر زعیم انصار اللہ کی اجتماعی دعا کے ساتھ کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

مسجد احمدیہ شورت میں ہی جلسہ یوم مسیح موعودؑ خاکسار کی زیر صدارت انعقاد پذیر ہوا جس میں مکرم عبد المنیر صاحب ڈار سیکرٹری تبلیغ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم شمیم احمد صاحب لون نے نظم پڑھی ازاں بعد مکرم ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب آہنگر زعیم انصار اللہ مکرم ماسٹر عبد الغنی صاحب ڈار سیکرٹری مال مکرم مولوی عبد السلام صاحب انور مبلغ سلسلہ اور خاکسار نے علی الترتیب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زندگی، صداقت مسیح موعودؑ، عشق رسولؐ، حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں عناوین پر تقاریر کیں دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

جلسہ یوم خلافت کا انعقاد

مورخہ ۲۶/۵ کو بعد نماز مغرب جلسہ یوم خلافت مسجد احمدیہ میں مکرم عبد القادر خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ بھونیشور کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم سید مجیب احمد صاحب نے کی نظم خاکسار شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ اور سید فرید احمد نے خلافت کے سلسلہ میں پڑھی۔ اس کے بعد مکرم سید ذبیح الدین صاحب مکرم سید نصیر احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ اور مکرم شیخ عبد الحکیم صاحب سیکرٹری تربیت نے تقاریر کیں آخری تقریر خاکسار شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ نے کی اور اس موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم عبد القادر خان صاحب نے صدارتی خطاب فرمایا۔ اور بعض اعتراضات کے جواب دیئے۔ اجتماعی دعا کے بعد یہ اجلاس بخیر وخوبی ختم ہوا۔

(شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ احمدیہ بھونیشور)

گلدستہ درویشان کے

وہ پھول جو مرجھا گئے

از :- مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش۔ قادیان

مکرم و محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی

یہ پیر دھیمے قدم ضعف پیری سے نہیں
ہاں مطمئن ہوں اب میری منزل قریب ہے

ہمہ تن سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہنے والے۔ مجسم ایثار و قربانی۔ اطاعت خلافت کا بے پناہ جذبہ لئے ہوئے متحمل مزاج عزم و استقلال کے پیکر۔ خوش گفتار، دھیمی چال۔ معاملہ فہم مجمع پر چھا جانے والے مقرر تھے۔ آپ بنگہ ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ آپ نے میٹرک پاس کر کے مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور مدرسہ احمدیہ سے مبلغین کلاس اور مولوی فاضل پاس کر کے مدرسہ احمدیہ میں ہی بطور مدرس ملازم ہوئے۔ اور ۱۹۴۷ء تقسیم وطن تک مدرسہ احمدیہ میں درس اور ٹیوٹر کی خدمات ادا کرتے رہے۔ تقریر کا ملکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر عطا ہوا تھا۔ اور آواز بھی اللہ تعالیٰ کی خاص عطا تھی ۱۹۴۷ء سے قبل خدام الاحمدیہ کے اجتماعات میں تقریری اور حسن قراءت و نظم خوانی کے مقابلوں میں بطور جج مقرر ہوا کرتے تھے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو آخری کنوائے قادیان سے جانے کے بعد جو افراد قادیان

میں دیار
حبیب کی دربانی کے لئے بطور درویش ٹھہر گئے تھے آپ ان میں شامل تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے ممبر تھے۔ ۱۹۵۰ء میں جب صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کی تنظیم نو ہوئی تو آپ کو نائب ناظر تعلیم و تربیت۔ اور نائب ناظر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اور پھر حضور انور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر آپ کو حیدرآباد (آندھرا) میں بطور انچارج مبلغ بھجوایا گیا۔ آپ جنوری ۱۹۵۱ء سے اپریل ۱۹۷۷ء تک میدان تبلیغ میں گراں قدر خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ نے حیدرآباد۔ بمبئی۔ مدراس اور کلکتہ میں بطور انچارج مبلغ کام کیا۔ اور عام طور پر ہندوستان کے طول و عرض سے کشمیر سے مالابار اور آسام سے گجرات۔ راجستھان تک تبلیغی دورہ جات کیں۔ جو ہمیشہ تاریخ احمدیت میں یادگار رہیں گی جن ایام میں آپ کلکتہ میں انچارج مبلغ تھے حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں۔ سفر یورپ کی بھی سعادت پائی۔ اور متعدد یورپی جماعتوں میں جانے اور تقاریر کرنے کا موقعہ بھی آپ کو ملا ۱۹۸۴ء میں اسرائیل میں ایک تجربہ کار جہاندیدہ مبلغ بھجوانا زیر غور تھا۔ حضور انور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی نظر انتخاب آپ پر پڑی۔ اور حضور انور کے منشاء مبارک پر آپ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں اسرائیل پہنچے اور ایک سال تک وہاں پیغام حق پہنچانے اور احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کا فریضہ احسن رنگ میں ادا کرنے کے بعد آپ واپس قادیان آئے۔

آپ ۱۹۷۷ء میں ریٹائر ہو کر بمبئی سے قادیان تشریف لے آئے اور یہاں نظارت دعوت و تبلیغ کا قلمدان آپ کے سپرد ہوا۔ آپ کچھ عرصہ بطور ناظر امور عامہ بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ کی طبیعت کا غالب رجحان تبلیغ کی طرف تھا۔ سفر اسرائیل سے واپسی پر آپ کچھ عرصہ فارغ رہ کر آرام فرماتے رہے اور بعد میں آپ کو پھر دفتر نظارت تبلیغ میں بطور ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ مقرر کیا گیا۔ اور یہ خدمت آپ آخری دم تک نباہتے چلے گئے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بلاوا آ گیا۔

صد سالہ جشن تشکر کے پروگراموں میں لدھیانہ میں بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک تعارفی جلسہ کا انعقاد پروگرام میں شامل تھا۔ اس جلسہ کے انتظامات کے لئے جو سب کمیٹی صدر انجمن احمدیہ نے مقرر فرمائی تھی۔ آپ بھی اس کے ممبر تھے۔ اس غرض سے ماہ فروری میں ابتدائی انتظامات کی غرض سے لدھیانہ کا سفر کیا گیا آپ خود اس سفر پر تشریف لے گئے اور بڑی جواں ہمتی سے جملہ امور طے کرنے میں سرگرم رہے۔ اور ۲ اپریل ۱۹۸۹ء کو لدھیانہ اجلاس کے انعقاد تک۔ آپ ماشاء اللہ صحت مند تھے۔ اپریل کے آخر میں آپ پر یرقان کا حملہ ہوا جس کا علاج امرتسر سے کرایا جاتا رہا۔ اور چند ماہ علاج کے بعد آپ پھر کام کرنے کے قابل ہو گئے۔ کئی سالوں سے آپ کو شوگر کا مرض بھی لاحق تھا جس کی آپ باقاعدہ دوائی کھاتے رہتے تھے۔ اور گاہ بگاہ بلڈ شوگر۔ چیک بھی کرواتے رہتے تھے شوگر کی کمی بیشی سے طبیعت میں اتار چڑھاؤ کی صورت اکثر ہی رہتی تھی ۱۹۸۹ء کے جلسہ سالانہ کے بعد طبیعت زیادہ نڈھال رہنے لگی۔ امرتسر میں لے جا کر ضروری ٹسٹ کروائے گئے اور علاج پوری توجہ سے جاری رہا مگر طبیعت روز بروز کمزور ہوتی چلی گئی کچھ عرصہ امرتسر ہسپتال میں داخل رہ کر بھی علاج ہوتا رہا۔ ذرا طبیعت بحال ہوئی تو گھر لے آیا گیا۔ مگر چند روز بعد پھر حالت بگڑی مشورہ ہوا کہ پھر امرتسر لے جایا جائے آپکو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے اب کہیں نہ لے جائیں مجھے اپنی طبیعت کا حال معلوم ہے اور میں اب کہیں لے جانے جانے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ نے اس کے اگلے روز داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مولا کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو گئے۔

آپ بنگہ کے رہنے والے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل ہی آپ کی شادی اپنے ہی عزیزوں میں ہو گئی تھی ۱۹۸۰ء میں ایک مرتبہ چنڈی گڑھ سے واپس آتے ہوئے جب ہماری سواری بنگہ میں سے گذر رہی تھی تو۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ یہاں رو کیں میں آپ کو بنگہ کی سیر کرا دوں۔ آپ نے یہاں تمام وفد کو ساتھ لے جا کر اپنے مکانات دکھائے۔ بازار میں پرانے لوگ جو واقف تھے ان سے ملوایا۔ اور اہل بنگہ نے پورے وفد کی بڑی پر تکلف ضیافت کی اور مولوی صاحب کے بزرگوں کے مناقب بیان کئے آپ کے والد بزرگوار سیٹھ محمد ابراہیم مرحوم کے بارہ میں بنگہ کے پرانے افراد نے نہایت اچھے تاثرات بیان کئے۔

مولوی صاحب کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور اہلیہ یادگار ہیں۔ تینوں بیٹیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ بڑے بیٹے بمبئی میں ملازمت کرتے ہیں۔ ان کے اہل و عیال قادیان میں ہیں۔ باقی دونوں بفضلہ تعالیٰ قادیان میں ہیں۔ ایک دوکانداری کرتے ہیں اور ایک صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں ملازم ہیں۔ تینوں صاحب اولاد ہیں۔ ایک بیٹی کی شادی کلکتہ میں۔ اور دوسری بیٹی کی شادی بمبئی میں ہوئی ہے۔ تیسری بیٹی قائل شادی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو بھی آپ کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ان کا خود کفیل ہو۔ اور ان کے مستقبل کو روشن اور تابناک

بسلسلہ اشاعت

مکرم محمد عبداللہ صاحب نانبائی

آئی ہے کون تیری عید کی دہلیز پر
دل مگر وہ واقعہ کس کی یاد کا کھٹکا ہوا

میں اپنے ماضی کے شہر میں دور کہیں دور تک نکل گیا ہوں۔ اتنا پیچھے کہ مجھے اپنی یاد کی ابتدائی سرحدیں نظر آنے لگی ہیں۔ جب میں ابھی پانچ سال کا تھا۔ اور کاروبار زندگی کی الجھنوں سے بے خبر اور بے پرواہ تھا۔ غالباً گھر کی ضروریات کے لئے۔ کچھ دالیں اور آٹا لانا مقصود تھا اور میرے والد بزرگوار میرے برادر اکبر کو اس تعلق میں ہدایات دے رہے تھے۔ کہ فلاں جگہ جا کر مسجد اقصیٰ کے ساتھ والی گلی میں گھوم جانا۔ وہاں جا کر ایک دوکان آٹا دال نمک مرچ مصالحہ جات کی ہوگی۔ پوچھ لینا کہ یہ صدرالدین کی دوکان ہے۔ وہاں سے یہ سب ضرورت کی اشیاء خرید لینا۔ وہاں دھوکہ کا امکان نہیں ہے۔ اور تول پورا ملتا ہے۔ میں بھی ضد کرنے لگا کہ میں بھائی جان کے ساتھ ہی جاؤں گا۔ اجازت مل گئی جب ساتھ ہو لیا یہ دوکان اس گلی میں تھی۔ جو مسجد اقصیٰ کے بڑے گیٹ کے سامنے ہوا کرتی تھی۔ حسب ہدایت ہم آئے تو بابا صدرالدین صاحب کی بجائے وہاں ایک نوجوان تھا جس نے کمال صفائی سے ہر ایک ہماری ضرورت کی چیز ہمیں فراہم کی۔ یہ نوجوان محمد عبداللہ صاحب تھے۔ یہ وقت گذر گیا۔ میرے بڑے بھائی۔ ایک حادثہ کا شکار ہو کر چل بسے۔ اور والدین ایک بار پھر قادیان کی رہائش ترک کر کے اپنے آبائی گاؤں جا بسے۔ میرے والد صاحب ملٹری میں تھے جنگ عالمگیر ثانی شروع ہوئی تو انہیں بلا وا آ گیا۔ اور میری والدہ پھر قادیان آ گئیں۔ اس وقت کاروبار زندگی میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے جائزہ لیا۔ ان دنوں بابا صدرالدین صاحب کسی بڑے نقص کا شکار ہو کر بستر پر درجہ پر صرف دالوں کا کام کیا کرتے تھے۔ ہاتھ والی ایک چھوٹی دوکان میں بڑی جس پر کبھی بابا صدرالدین صاحب خود اور کبھی محمد عبداللہ صاحب دالیں وغیرہ فروخت کرتے تھے۔ گو زمانہ مالی تنگی کا تھا مگر ان باپ بیٹے نے اپنے اصول کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور محنت کر کے رزق حلال پر قناعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص کو نوازا۔ اور بابا صدرالدین صاحب جو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے۔ اور ان کا بیٹا۔ محمد عبداللہ صاحب دونوں درویشان قادیان میں چن لئے گئے اور ایک بڑا اعزاز ہے۔ کہ صرف ایک ہی جوڑے کو جو باپ بیٹے پر مشتمل تھا۔ یہ

شرف حاصل ہوا۔
مکرم محمد عبداللہ صاحب نے تنور میں روٹیاں لگانے کا فن بھی سیکھ لیا ہوا تھا۔ اور آپ اس میں بڑے ماہر تھے۔ اچھی اور تعداد میں زیادہ روٹی لگانے کا ایک آپ کا ریکارڈ ہے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں بعض اوقات دو ہزار روٹیاں فی یوم لگانے کا ریکارڈ آپ نے قائم کیا۔ اور آجکل جو تور عملہ نانبائیاں لنگرخانہ قادیان میں موجود ہے آپ ہی کا ٹرینڈ کیا ہوا ہے۔

آپ کی شادی ۱۹۴۷ء سے قبل اپنے رشتہ داروں میں ہو چکی ہوئی تھی جس میں سے ایک بچی تھی۔ اہلیہ وفات پا گئیں۔ اور بچی اپنے ننہال میں پلتی رہی۔ اور آپ خود اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں مصروف رہے ۱۹۶۰ء میں حضرت بابا عبدالدین صاحب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ ان ایام میں محمد عبداللہ صاحب کی بیٹی بھی قادیان آچکی ہوئی تھیں۔ پھر بیٹی کی شادی کی فکر میں چند سال گذر گئے اور ۱۹۷۰ء میں بچی کی شادی سے فراغت پانے کے بعد آپ نے اڑیسہ میں دوسری شادی کی

جس میں سے چار لڑکے اور ایک لڑکی آپ کی یادگار ہیں۔
تنور پر کام کرنے کی وجہ سے آپ کو آکسیجن کی کمی کا سامنا رہتا تھا جس سے سانس پھولنے کی شکایت پیدا ہوئی۔ اور محمد عبداللہ صاحب نے ریٹائرمنٹ لے لی اور علاج کے ساتھ ساتھ آرام کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ درمیان میں بعض اوقات طبیعت زیادہ بگڑ جاتی۔ انہیں امرتسر لے جا کر ہر قسم کے ٹسٹ کروانے پر معلوم ہوا کہ آپکو ہارٹ انلارجمنٹ ہے۔ اور اسی کی وجہ سے دمہ کی کیفیت بھی پیدا ہوتی ہے انہیں مزید آرام کی سہولیات دی گئیں۔ ہر قسم کے کام سے فراغت اور علاج حسب حالات جاری رہا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء میں آپ چلتے پھرتے تھے۔ اور ایسا گمان نہیں ہوتا تھا کہ اتنی جلدی داغ مفارقت دے جائینگے مگر اچانک ہارٹ اٹیک ہوا۔ اور ایک ہی دن کی علالت میں۔ ہمارا یہ بھائی مورخہ ۲۴ ؍ جولائی ۱۹۹۰ء کو ہم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں جا بسا
انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

منقولات

لندن میں احمدیہ مسلم مشن کی سلور جوبلی تقاریب میں ساری دنیا سے ہزارہا مندوبین کی شرکت بعض افریقی ممالک میں اقتصادی ترقی کا کام۔ کانفرنس کے بارے میں حیدرآباد کے احمدی کا بیان

حیدرآباد۔ ۶ ؍ اگست (نیوز سرسٹ) احمدیہ مسلم مشن برطانیہ کی سلور جوبلی تقاریب کے موقعہ پر جس کا گذشتہ ہفتہ لندن میں انعقاد عمل میں آیا، برطانیہ کے علاوہ امریکہ، افریقی ممالک، فرانس، ہندوستان اور پاکستان کے دس ہزار سے زائد مندوبین نے شرکت کی، جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد قبلہ نے معارفی خطاب میں خوشخبری دی کہ عالم میں بہت جلد اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہونے جا رہی ہے جس کا آغاز روس اور دیگر کمیونسٹ ممالک کے حالیہ حالات سے ہو چکا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم ناقابل بیان حد تک آگے بڑھ چکے ہیں۔ ا۔ بر کس آمریت نے ظلم ڈھائے اور اب نام نہاد جمہوری ارباب اقتدار یہ ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ۱۲۸ مشن کھولے گئے پاکستان میں ۲۷ کو شہید کیا گیا، لیکن دنیا کے مختلف مقامات پر ۴۳۳ مساجد کی تعمیر کی گئیں۔ یہ بات یہاں احمدی ترجمان جماعت احمدیہ نے اپنے ایک بیان میں کہی کہ لندن میں منعقدہ سلور جوبلی تقاریب میں حیدرآباد اور ہندوستان کے دیگر علاقے کے مندوبین نے شرکت کی، وہ واپس آچکے ہیں، انہوں نے بتایا کہ سال گذشتہ ۳۰ ممالک کے ریڈیو، ٹیلیویژن اسٹیشنوں نے احمدیت پر پروگرام پیش کئے۔ احمدیہ جماعت نے بعض افریقی ممالک کی اقتصادی ترقی کے لئے کام کیا، انہوں نے کہا کہ ۲۲ ہزار سے زائد قرآنی نسخے جو مختلف ۴۰ زبانوں میں ترجمہ کروائے گئے ہیں۔ مختلف ممالک میں تقسیم کروائے گئے ہیں۔ آئندہ چند برسوں میں ۱۰۰ زبانوں میں تراجم کروا کے شائع کئے جائیں گے۔
(روزنامہ سیاست حیدرآباد ۷ ؍ اگست ۱۹۹۰ء صفحہ ۱)

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ظہیرآباد ضعیفی کی وجہ سے بیمار ہیں اور نظام آباد کے ہسپتال حیدرآباد میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔
(محمد الدین سیکرٹری مال ظہیرآباد)

فرانکفورٹ میں جماعت احمدیہ کا چودھواں جلسہ سالانہ

مغربی جرمنی لکھوں یا جرمنی کیونکہ اب تو لوگ آہستہ آہستہ مغربی جرمنی کی بجائے (مشرقی جرمنی کے ساتھ الحاق کا خواب پورا ہوتا دیکھ کر) صرف جرمنی ہی لکھنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ اسی جرمنی اور برلن سے آنے والے شمع احمدیت کے ہزاروں فدائیوں نے فرانکفورٹ میں یکم جون تا ۳ جون ۱۹۹۰ء اپنا چودھواں سالانہ جلسہ منایا۔ عالی جناب حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی حاضرین جلسہ کو آغاز و اختتام میں اپنے محبت بھرے ارشادات سے نوازا یکم جون ۱۹۹۰ء کو یہاں موسم خاصا اچھا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ دھوپ چڑھی ہوئی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ یہاں سورج نکلنا ہی اچھے موسم کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ دو اور تین جون کو چنداں خنکی اور بارش رہی یعنی یہاں کے لحاظ سے موسم اچھا نہیں تھا۔ بہرکیف حاضرین جلسہ منتظمین اور معاونین ہمہ تن جوش نیک دلی اور خوش عملی کا نمونہ پیش کر رہے تھے۔ میں ایک دیرینہ کرمفرما جناب م۔ نواز صاحب سے ملا تو معلوم ہوا کہ وہ اتفاقاً یورپ آئے ہوئے ہیں اور جلسہ کی اطلاع ملتے ہی بلا تاخیر اپنے مصاحبین سمیت زہے قسمت فرانکفورٹ حاضر ہو گئے ہیں۔ بعض احباب کی طرف سے نیک تمناؤں کا برقی پیغام بھی بر وقت وصول ہو گیا تھا۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہ نفس نفیس حاضرین کو سنایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ اشعار آخری اجلاس میں ترنم سے سنائے گئے۔ یہ ساری نظم تو آپ کو تفصیلی رپورٹ کے ساتھ ہی مل سکے گی۔ میں جو چند شعر جلدی میں نقل کر سکا وہ بروایت برگردن راوی ذرا یہاں قارئین بدر مسطور کر رہا ہوں۔

جائیں جائیں ہم روٹھ گئے اب آ کر پیار جتاتے ہیں
جب ہم خوابوں کی باتیں ہیں جب ہم یادوں کے سائے ہیں

جو روتے روتے سو گئیں آنکھیں گل گل کر جو چراغ بجھے
اب ان کی پگھلی یادوں میں کیا بیٹھے نیل بہاتے ہیں

جو صبح کا رستہ تکتے تکتے اندھیروں میں خواب ہوئے
اب ان کے بعد آپ ان کیلئے کیا خاک سویرا لائے ہیں

ہم نے تو آپ کو اپنا اپنا کہہ کر لاکھ بلا بھیجا
پر پھر بھی آپ نہیں آئے آپ اپنے ہیں کہ پرائے ہیں

ہم جن راہوں پر مارے گئے وہ سچ کی روشن راہیں تھیں
ظالم نے اپنے ظلم سے آپ اپنے ہی افق دھندلائے ہیں

ہم سرفراز ہوئے رخصت ہے آپ سے بھی امید بہت
یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے اور کس ماں کے جائے ہیں

ہر خوشبو اور ہر رنگ کے لاکھوں پھول کھلے ہیں آنگن میں
پھر بھی ان گلوں کی یادیں کیوں کانٹوں کی طرح تڑپاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ یہ خط جرمنی سے بھجوانے کا ارادہ تھا اب زیورک واپسی کے بعد ہی بھیج رہا ہوں۔ سارے احباب سے طالب دعا ہوں۔
(ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل زیورک۔ سوئٹزرلینڈ)

دعائے مغفرت

پاکستان کے ایک عزیز اعانت بدر میں یکصد روپے ارسال کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم دل محمد صاحب کا ٹرزی آف سہیل چک (ضلع گوجرانوالہ۔ پنجاب) بعمر تقریباً ۷۳ سال مورخہ ۱۳ اور ۱۴ جون ۱۹۹۰ء کی درمیانی شب کو اسلام آباد میں وفات پا گئے ہیں۔ اسی طرح موصوف کے عم زاد برادر مکرم اشارت احمد صاحب۔ کے کنٹری ابن مکرم بشیر احمد صاحب کے کنٹری آف اسلام آباد کا بھی بعمر قریباً ۲۲ سال عین نوجوانی کے عالم میں بعارضہ قلب ۲۴ ؍ جون ۱۹۹۰ء کو انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥
قارئین بدر سے مرحومین کی مغفرت و بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔
(خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقف جدید قادیان)

جلسہ کی تبلیغ اشاعت آپکا فریضہ ہے۔ (مینیجر بدر)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۸۸۸: میں محمد مشتاق ولد مکرم حاجی محمد عبد القیوم صاحب قوم شیخ پیشہ عینک سازی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۴ء ساکن چوہدری چوک ڈاکخانہ لکھنؤ ضلع لکھنؤ صوبہ یوپی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۸/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ نصف مکان دو منزلہ واقع محلہ چوہدری چوک لکھنؤ قیمت اندازاً اڑھائی لاکھ روپے میرے حصہ کی۔ اس کے علاوہ ماہانہ آمد تقریباً چار ہزار روپے ہوتی ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد و آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اس کے بعد اگر میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

محمود احمد خادم — ایس ایم مشتاق — داؤد احمد

انسپکٹر بیت المال آمد — صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی یوپی

وصیت نمبر ۱۴۶۷۹: میں شریفاً بی بی بیوہ شیخ محسن مرحوم قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۴/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کی گئی ہے۔

زیورات طلائی ہار وزنی سوا تولہ ۱/۴ ۱ قیمت .. —— ۲۵۰۰

مہر .. —— ۵۰۰

کل میزان .. —— ۳۰۰۰

اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد اور آمد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت ماہ مئی ۱۹۸۴ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

شیخ عبد الحلیم — شریفاً بی بی — احمد نور خاں

مبلغ سلسلہ احمدیہ — سیکرٹری تحریک جدید

وصیت نمبر ۱۴۶۸۰: میں حذیفہ بیگم بنت مکرم محسن خاں صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۴/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

طلائی ہار ایک تولہ ٹاپس کان کے ۱/۲ تولہ کڑے سنہ (بالا) ہاتھ کے ۱/۲ ۱ تولہ کل تین تولہ قیمت .. —— ۶۰۰۰ روپیہ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت ماہ مئی ۱۹۸۴ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

شیخ عبد الحلیم — حذیفہ بیگم — احمد نور خاں

مبلغ سلسلہ احمدیہ — سیکرٹری تحریک جدید

وصیت نمبر ۱۴۸۱۹: میں مبارکہ بیگم زوجہ شیخ عبد المجید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن مدینہ میدان روڈ ڈاکخانہ بھدرک ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری مندرجہ ذیل جائیداد ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ شوہر ۲۰۰۰/- روپے ۲۔ طلائی زیور چار تولہ موجودہ قیمت ۹۶۰۰/- روپے ۳۔ نقرئی زیور پانچ تولہ قیمت ۲۰۰/- روپے ۴۔ کانسے کے برتن ۲ کلو قیمت ۱۴۰/- روپے ۵۔ پیتل کے برتن دس کلو قیمت ۴۲۰/- روپے۔

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں، تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دونگی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

شیخ عبد المجید احمدی — مبارکہ بیگم — ہارون رشید احمدی

خاوند موصیہ — صدر جماعت بھدرک

وصیت نمبر ۱۴۸۲۸: میں شاہدہ مبارکہ زوجہ مکرم زین الدین حامد صاحب قوم ملک پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۹/۸۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت بھی درج کردی گئی ہے۔ اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

منقولہ جائیداد میں ایک تولہ سونے کا ہار۔ چاندی کی انگوٹھی۔ ہار۔ کانٹے جس کی موجودہ قیمت تقریباً ۲۵۰۰/- روپے ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰۰/- روپے۔

علاوہ ازیں میرے خاوند مجھے مبلغ ایک صد روپے ماہوار بطور جیب خرچ دیتے ہیں۔ اس میں سے میں حصہ وصیت ادا کرتی رہونگی۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ آمد پر حصہ آمد ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہونگی۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور یہ میری وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

زین الدین حامد — شاہدہ مبارکہ — جلال الدین کلیمی

خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۴۸۷۳: میں عبد الرحمن نسیم ولد مکرم مولوی عبد المطلب صاحب درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۱/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ والد صاحب کے ترکہ میں ایک عدد مکان پانچ مرلہ میں اور ۶ بیگھہ زمین واقع ابراہیم پور بنگال ہے۔ ہم پانچ بھائیوں اور والدہ صاحبہ میں مشترکہ ہے جس کی اندازاً قیمت ۸۰۰۰/- روپیہ ہے انشاء اللہ جب بھی ترکہ تقسیم ہوگا اپنے حصہ کی اطلاع کردونگا۔ اس کے علاوہ خاکسار صدر انجمن احمدیہ کا ملازمت کرتا ہے جس سے مجھے مبلغ ۶۷۴/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے نیز جائے کی دکان سے

اندازاً -/۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے ۔ جو تین بھائیوں میں مشترکہ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ (جو بھی ہوگی) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ۔ ربنا تقبل منا

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سغیر احمد شمیم	عبد الرحمن نسیم	انعام مظفر

تلاش موصی

مکرم سید حیات علی صاحب ولد مکرم سید محبوب علی صاحب موصی نمبر ۱۴۲۸۲ نے مورخہ ۱۲/۵/۷۷ کو وصیت کی تھی اس وقت موصوف ساکن پدا پلی ڈاکخانہ پدا پلی تعلقہ سلطان آباد ضلع کریم نگر ورنگل حال مقیم کندگوڑہ ضلع کھمم اے پی میں رہتے تھے ۔ موصوف کا کافی عرصہ سے دفتر ھذا سے رابطہ نہیں ہے ۔ اگر کسی کو موصوف کے بارہ میں علم ہو یا موصوف خود پڑھیں تو برائے مہربانی موجودہ ایڈریس سے دفتر ھذا کو مطلع کریں ۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

شادی خانہ آبادی

مکرم عبد الصمد خان صاحب سابق صوبیدار ۵ ۱۴ ۵ نائب صدر جماعت احمدیہ کرنگ تحریر کرتے ہیں کہ میرے چھوٹے بیٹے عبد الجسیم خان کی شادی ۲۳/۹/۹۰ کو عزیزہ مصدقہ خاتون صاحبہ بنت مکرم شمیم احمد خان صاحب کیرنگ کے ہمراہ حق مہر -/۱۵۵۰۰ روپے پر ہوئی رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے نیز خاکسار کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے درخواست دعا ہے ۔ -/۲۰ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں ۔

درخواست دعا

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ سیدہ فرزانہ پروین کافی دنوں سے بیمار چلی آرہی ہیں موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے نیز خاکسار اپنی والدہ محترمہ بچوں اور اپنے لئے بھی ... و سلامتی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے درخواست دعا کرتا ہے ۔

(سید عارف احمد صدر جماعت احمدیہ موتی ہاری بہار)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بتاریخ ۳/۷/۹۰ دو لڑکیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے بچے کا نام محمد قاسم تجویز کیا گیا ہے جو مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری قادیان کا پوتا اور مکرم مستری محمد یوسف صاحب کھنڈا مرحوم قادیان کا نواسہ ہے ۔ نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

(حفیظ احمد مبشر قادیان)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لا، تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا ۔

محتاج دعا

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کے لئے خدمات حاصل کریں

احمد پراپرٹی ڈیلرز

پروپرائیٹر :- نعیم احمد طاہر - احمدیہ چوک ، قادیان - ۱۴۳۵۱۶

AHMAD PROPERTY DEALERS

AHMADIYYA CHOWK QADIAN - 143516

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر :- سید شوکت علی اینڈ سنز

پٹنہ

خورشید کلاتھ مارکیٹ جیوری - نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر :- ۶۲۹۴۴۳

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

پیشکش :- بانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز :- 43 - 4028 - 5137 - 5206

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

زدجام عشق
۱۰۰/- روپے

حبوب مفید اٹھرا
۴۵/- روپے

اکسیر اولاد نرینہ
(کورس)

تریاقِ معدہ
۸/- ۱۵/-

روشن کاجل

حب جدوار
۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ
کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA - 700073
PHONES :- OFFICE :- 275475. RESI.- 273903.

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
(درِ ثمین)

AUTOWINGS,
15 - SANTHOME HIGH ROAD,
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360
74350

آٹو ونگس

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA, PHONE :- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا
(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)
(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,
SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.
DEALERS IN :- TIMBER TEAK, POLES, SIZES,
FIRE WOOD.
MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES, ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکمِ محمد جہان میں ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.
PLOT NO: 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE :- 6348179 } BOMBAY - 400059.
RESI :- 6233389 }

کوئی میرا دشمن نہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ اربعین نمبر(۱) صفحہ ۳۴۴)

طالبانِ دعا }
محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد۔
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ۔

ینصرک رجال نوحی الیھم من السمآء { تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکش کردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریلیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑلیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

امپائر ریڈیو۔ ٹی وی، اوشا پنکھے، سلائی مشین کی سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے" (کشتی نوح)

پیشکش:۔ ROYAL AGENCY
PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.
CANNANORE - 670001
PHONE No. 4498.
HEAD OFFICE:- P.O. PAYANGADI
(KERALA) PIN. 670303.
PHONE NO 12.

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑلیسہ)

AUTHORISED JEEP Mahindra JOBBERS PARTS
Lucas-TVS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR TREKKER
BEDFORD CONTESSA
AUTHORISED DEALERS
PERKINS P3,P4,P6,P6/354

آٹوٹریڈرز
۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16 - MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001.
تار کا پتہ:۔ "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:۔ 28-5222 — اور — 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"

(کشتی نوح)

NIR ®
CALCUTTA-13.

پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء۔ رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی۔ ۲۳